Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd L. No 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd L. No 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَّشَاءُ

نور

NOOR

ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کافی و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳؍
〃 ششماہی 〃 ۱؍۱۲
〃 سالانہ سرپرستوں سے ۶ عہ
〃 〃 امراء 〃 ۵؍
〃 〃 ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۴ و ۱۵

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور سکھ صاحبان

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔

میری دیرینہ آرزو بر آئی

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا سمہ بٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب اڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کے لئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپکے ممنون ہیں اور آپکے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھکر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال پہنچا دیں۔

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے نور شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتصادی نقطۂ نگاہ سے پنجاب پر تبصرہ

پنجاب کیلئے نیا خطرہ

از پروفیسر امرناتھ بالی ایم اے

پنجاب کا صوبہ جن اقتصادی مشکلات سے گذر رہا ہے اس مضمون کے مطالعہ سے آپ اس کا کسی حد تک اندازہ لگا سکیں گے، مگر یہ اقتصادی مشکلات ایسی نہیں جن کا حل ناممکن ہو اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو اس کے حل کے کئی ایک مفید پہلو پیدا ہو سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

فالتو صوبہ اقتصادی طور پر پنجاب ہندوستان کا ایک فالتو صوبہ ہے۔ جیسے گھر میں کسی فالتو یا ناکارہ چیز کو چھت کے نزدیک کسی آلہ یا طاق میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح قدرت پنجاب کو ہندوستان کے آخری شمال مغربی کونہ میں رکھکر بھول گئی ہے۔ معدنی اور قدرتی دولت سے پنجاب محروم ہے۔ اس کی کوئی اپنی قومی صنعت و حرفت نہیں ہے۔ اور نہ ہی نزدیک مستقبل میں کسی کے جاری ہونیکی توقع ہے۔ دریاؤں میں جہاز نہیں چل سکتے۔ نزدیک سے نزدیک بندرگاہ سینکڑوں میل دور ہے۔ کوئلہ بنگال سے لوہا بہار سے مشینری ولایت سے منگوانی پڑتی ہے اور کرایہ آمد و رفت قیمت میں اسقدر اضافہ کر دیتا ہے کہ کل حساب کر کے بنی بنائی صنعتی اشیاء باہر سے منگوانی سستی پڑتی ہیں بجائے یہاں بنانے کے۔

تجارت صنعت نہ سہی تجارت اور سوداگری سے ہی گزر ہو جائے۔ تب بھی صوبہ کی مالی حالت اچھی ہو جائے لیکن سوداگری صرف خریدنے سے نہیں ہوتی۔ درآمد کے بدلے برآمد ضروری ہے۔ باہر سے منگوائی ہوئی صنعتی اشیاء کے بدلے میں ہم کیا دیں۔ سونا چاندی تو پنجاب میں ہے نہیں۔ اسلئے اناج کر زراعتی پیداوار ہی ہے جسکی اب باہر والوں کو ضرورت ہی نہیں۔

ہمارے پڑوسی تجارت اڑوس پڑوس میں ہوتی ہے لیکن ہمارے پڑوسی بھی قدرت نے چن کر دیئے ہیں جنوب کی طرف راجپوتانہ اور بہاولپور کے ریگستان۔ راجپوت بہادر ہیں لمبی لمبی مونچھیں اور رنگ برنگ کی پگڑیاں رکھتے ہیں لیکن بٹوے خالی ہیں۔ مغرب کی طرف صوبہ سرحد و افغانستان۔ آبادی قلیل خوراک ثقیل جوان اور تشکیل۔ لیکن ان کی شکلیں ہی دیکھتے رہیں۔ صرف درشنی ہنڈی ہیں۔ تجارتی ہنڈی نہیں ہیں شمال کی طرف لمبا چوڑا کشمیر اور اس کے باشندے "ہاتو" جوئیں اور ٹھوکے کر آتے ہیں۔ اور روپے لیکر چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی تجارت اس صوبہ کے ساتھ چند ایک لاکھ سے زیادہ کی نہیں ہو سکتی۔ صرف مشرق کی طرف یو پی ایک گنجان آباد اور خوشحال صوبہ واقع ہے جس کے ساتھ تجارت کر کے پنجاب کچھ کما سکتا ہے لیکن دونوں صوبہ جات کی اقتصادی اور زرعی حالت آپس میں کچھ ایسی ملتی جلتی ہے کہ تجارت میں ایک دوسرے کے حریف ہیں مددگار نہیں ہو سکتے۔

مزدوری پنجاب کے لاکھوں آدمیوں کا گزارہ محنت مزدوری ہے۔ اجرتیں دوسرے صوبہ کی نسبت زیادہ ہیں لیکن پنجاب کے غریب مزدور کو پڑوس کے غریب تر مزدور کہاں آرام کا سانس لینے دیتے ہیں۔ شہروں میں تعمیر مکانات کا ٹھیکہ "باگڑیوں" اور دہلی کے کاریگروں نے لیا ہوا ہے۔ دیہات میں کچے مکانات کابل کے پٹھان بنا جاتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں آتے ہیں جتنا عرصہ رہیں خیرات مانگ کر گزارہ کرتے ہیں اور اپنی کمائی کی آخری پائی تک واپس لے جاتے ہیں۔ بھیک مانگ کر گزارہ کرنے والے مزدور کا پنجاب کے غریب لیکن خود دار مزدور کب مقابلہ کر سکتے ہیں؟ لکڑی کا کام کشمیریوں نے لیا ہوا ہے اس طرح سال کے سال لاکھوں غیر پنجابی مزدور پنجاب کے غریب اور فاقہ مست مزدور کے منہ سے روٹی کے ٹکڑے چھین چھین کر لے جاتے ہیں۔

زراعت میں نے پنجاب کی اقتصادی حالت کے تین پہلو بیان کئے ہیں۔ صنعت، تجارت اور مزدوری، صرف ایک پہلو میں پنجاب دوسرے صوبہ جات سے نمبر لے گیا ہے اور زراعتی ترقی میں۔ قدرت نے اپنی طرف سے یہاں بھی پنجاب کو غریب ترین صوبہ رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بارش دوسرے صوبوں میں تقسیم کر دی ہے۔ جوٹھ میں بچی کھچی مون سون یہاں آجاتی ہیں۔ سردیوں میں پالے اور گرمی سے فصلیں خراب ہو جاتی ہیں۔ برف تبت میں پگھلتی ہے اور طغیانی پنجاب میں آجاتی ہے۔ دریا پانچ ہیں۔ دخانی جہاز کسی میں بھی نہیں چل سکتا خیر انسانی محنت اور انگریز انجینیروں کے کمال سے صوبہ کا نقشہ پلٹ گیا ہے۔ نہروں نے صوبہ کو مالا مال کر دیا ہے۔ توریہ اور کپاس کی پیداوار اور تجارت برآمد سے پنجاب میں کروڑہا روپیہ آیا۔ پنجاب ایشیا کا گندم کا ذخیرہ گنا جاتا ہے۔ پنجاب کے زمینداروں نے جنگ کے دنوں اور اس کے بعد سونا سیروں کے حساب سے خریدا۔ جی کھول کر شراب پی۔ فوجداریاں کیں۔ مقدمے لڑے۔ اور سمجھا کہ یہ حالت سدا ہی رہیگی۔ لیکن ۱۹۲۹ء کی کساد بازاری نے نقشہ پھر سے ایکدفعہ بدل دیا ہے۔ نہریں موجود ہیں۔ فصلیں ہوتی ہیں پنجاب اب بھی ایشیا کا ذخیرہ اناج ہے لیکن اس ذخیرہ کو خریدنے والا کوئی نہیں رہا۔ تجارت برآمد گندم بالکل بند ہو گئی ہے اور اب پنجاب کی زراعت کیلئے ایک نیا خطرہ عظیم پیدا ہو گیا ہے۔

سکھر بیرج اور وہ سکھر بیرج کی تکمیل سے ہے سکھر بیرج کی وجہ سے تقریباً ۷۵ لاکھ ایکڑ زمین قابل کاشت ہو گئی ہے جس میں سے تقریباً ۶۵ لاکھ ایکڑ سال کے سال کاشت ہوگی پنجاب کی زرعی پیداوار کو سندھ کی زرعی پیداوار سے مقابلہ کرنا ہوگا جس سے سندھ ہر طرح سے فائدہ میں رہے گا۔

(۱) تجارت برآمد میں پنجاب کی گندم سندھ کی گندم کے مقابلہ میں زیادتی کرایہ ریل کی وجہ سے پیچھے رہ جائیگی۔ (۲) ہندوستان کی اندرونی منڈیات میں بمبئی اور کلکتہ کا خاص درجہ ہے۔ بمبئی کی منڈی تو ہر صورت میں پنجاب سے کھوئی جائیگی۔ کلکتہ کی منڈی میں بذریعہ جہاز کراچی کی گندم سستی پڑیگی بہ نسبت پنجاب کی گندم کے جو بذریعہ ریل بھیجی جائیگی۔ یا ریل والوں کو کرایہ کی کمی کرنی پڑیگی۔ (۳) کپاس کی کھپت کی بھاری منڈیاں بمبئی اور احمد آباد ہیں جو کراچی سے بہت نزدیک ہیں (۴) سندھ میں خرچ کاشت کم ہوگا۔ نیا صوبہ آباد ہو رہا ہے۔ زراعتی سائنس کی نئی سے نئی ایجاد کا فائدہ اٹھایا جائے گا۔ اور قدیمی زراعتی رواج میں سدراہ ہوں گے۔ (۵) کراچی بمبئی کے درمیان ریلوے بن جانے کی وجہ سے کراچی کا فائدہ اور بھی بڑھ جائے گا۔ (۶) آبادی سندھ ۸۴ اشخاص فی مربع میل آبادی پنجاب ۲۴۰ اشخاص فی مربع میل گویا صوبہ سندھ کی آبادی کم ہے پیداوار نہروں کی وجہ سے بہت زیادہ بڑھ رہی ہے اندرونی صوبہ کی کھپت کم ہے اس لئے سندھ میں فالتو اناج کپاس چاول توریہ کی مقدار زیادہ رہے گی جن کی سندھ

[illegible] فروخت کو کافی ضعف پہنچیگا ـــ اقتصادی عینک اور اقتصادی دوربین سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احراریوں کا فتنہ اور گورنمنٹ کا فرض

یہ پچھلے ہی سال کی بات ہے کہ احراریوں نے قادیان میں ایک مسجد بنانی چاہی۔ کیونکہ انہوں نے کمیٹی میں نقشہ پیش نہیں کیا تھا۔ اور از روئے قانون حدود کمیٹی میں کوئی نئی تعمیر نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ کمیٹی سے اس کی منظوری نہ لی جائے۔ اس لئے کمیٹی نے اس مسجد کو روک دیا کہ پہلے نقشہ دیں اور اس کے بعد تعمیر کریں۔ کمیٹی کا یہ اعتراض جائز تھا اس پر مجسٹریٹ علاقہ فوراً قادیان پہنچے اور کمیٹی کا سپیشل جلسہ محض اسی مسجد کی اجازت کی خاطر کروایا گیا اور فوراً ہی اسکی منظوری لی گئی گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک آدھ روز کی تاخیر ہو جاتی تو نہ جانے کیا ہو جاتا؟ حالانکہ وہ کہلانے والی مسجد اب بھی ایسی ہی ادھوری اور ویران پڑی ہے۔ جیسا کہ آج سے ایک سال پہلے تھی۔ میرے لئے یہ تعجب کا موجب ہے۔ کہ اس معاملہ میں اسقدر جلدی کی کیا ضرورت تھی اگر اس مسجد کی اجازت دس یا پندرہ روز بعد مل جاتی تو کون سا غضب ہو جاتا۔ ہاں اس بات نے جو احراریوں کے حوصلوں پر اثر ڈالا وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ گذشتہ اکتوبر میں احراریوں کا جلسہ قادیان میں ہوا۔ اور انہوں نے ہمارے برخلاف جو کچھ گند اچھالا وہ اظہر من الشمس ہے۔ قادیان احراریوں کا کوئی مرکز نہیں جس کیلئے انہوں نے اپنے جلسہ کے لئے قادیان منتخب کیا۔ ہر دوا ایں اگر مسلمان اپنا جلسہ کریں اور وہ کریں بھی ہر دوار کی مخالفت میں اور مخالفت بھی ایسی جو گندہ دہنی سے بھی گئی گذری اور جس میں جدال و قتال کی بو آتی ہو تو کیا ان کا ایسا کرنا مناسب سمجھا جائیگا۔ یا گورنمنٹ ایسا کرنے کی اجازت دے گی۔ غالباً نہیں۔ بجنسہ یہی صورت احراریوں کی قادیان میں جلسہ کرنے کی ہے۔ احمدی جماعت کی رواداری وسعت قلبی کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ احمدیوں نے غیر مذاہب والوں کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر احراری مبلغ تہذیب اور متانت کے ساتھ اپنے تبلیغی فرائض

بجا لائیں تو ہمیں مطلقاً کوئی اعتراض نہیں۔ ہم ان کی باتوں کو ٹھنڈے دل سے سننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر بدقسمتی سے صورت حالات اس سے مختلف ہے۔ احراری مبلغ جو قادیان میں مقیم ہے یا ہیں وہ احمدیوں اور احمدیوں کے واجب الاحترام بانی اور امام کے برخلاف ایسی دریدہ دہنی اور گندہ زبانی سے کام لیتے ہیں کہ جسے سنکر غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ غالباً اس کے متعلق پولیس کی ڈائریاں بھی گورنمنٹ کے پاس پہنچی ہونگی۔ اور باوجود ڈائریوں کے پہنچنے کے اگر پھر بھی گورنمنٹ خاموش ہے تو پھر مجھے یہی کہنا چاہئے کہ گورنمنٹ کی مصلحت کو کم از کم میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ جب ہم نے اس کے متعلق احتجاج کی۔ بجائے اس کے ایسے فتنہ پرداز شخص یا اشخاص کو ان کی فتنہ پردازی سے منع کیا جاتا۔ ہاں اس کی بجائے پولیس کی تعداد میں ضرور غیر معمولی اضافہ کر دیا گیا۔ نہ صرف پولیس میں اضافہ بلکہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ مزید برآں۔ کیا ہماری احتجاج کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے تھا اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ کوئی مسلمان بنارس میں جا کر ہندوؤں کے اوتاروں کے برخلاف طوفان بے تمیزی برپا کرے اور ہندو اس کے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ بجائے اس کے کہ ایسے بے باک شخص کی زبان میں خاردار لگام دے الٹا پولیس کی فوج کو وہاں بھیج دے۔ نہ صرف پولیس کی فوج کو ہی بلکہ ۱۴۴ دفعہ بھی لگا دے۔ بتلائیے، کیا ایسا کرنا مناسب ہوگا۔ یقیناً نہیں۔ پھر قادیان میں اس صورت حال کو کس طرح جائز رکھا گیا۔ گورنمنٹ خود ہی خیال کرے کہ قادیان احمدیوں کا مرکز ہے۔ ان کے جذبات اور احساسات اس جگہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ اس بات کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ کوئی آدمی آکر تبلیغ کی آڑ میں ان کے جذبات کو اتنی بے رحمی سے مجروح کرے۔ گورنمنٹ نے احراریوں کے ایک آدھ گندے ٹریکٹ کو ضبط تو کیا مگر اس قدر بعد از وقت جبکہ وہ اپنا زہریلا

اثر پھیلا چکا اور ہمارے دلوں کو چھلنی کر چکا۔ حالانکہ اس کی ضبطی کا وہ مناسب وقت تھا جب ہمارے سالانہ جلسہ پر یہ گندہ ٹریکٹ اندھا دھند تقسیم کیا جا رہا تھا۔ اور ہم نے اس کے متعلق اسی وقت ذمہ دار افسروں کو توجہ بھی دلائی تھی ذرا اس کے ساتھ یہ بھی سن لیجئے۔ شامت کے مارے چھانگوٹ کے ایک احمدی نے ایک ٹریکٹ لکھ دیا۔ اس کا ٹریکٹ نہ صرف ضبط ہی کیا گیا بلکہ اسے سزا بھی دی گئی مگر برخلاف اس کے احراریوں کے اس گندہ ترین اور اشتعال انگیز ٹریکٹ کی صرف ضبطی ہی مناسب سمجھی گئی۔ ایک بام سے دو ہوائیں غالباً اسی کو کہتے ہوں گے ——— میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ احراری جو ہمارے برخلاف یہ فتنہ برپا کر رہے اس میں انکی ایک اہم غرض پوشیدہ ہے مختصراً وہ یہ ہے کہ احراری اسے بخوبی جانتے ہیں کہ جب بھی کبھی احراریوں نے گورنمنٹ کے برخلاف طوفان بے تمیزی برپا کرنا چاہا۔ تو یہی احمدی جماعت تھی جس نے احرار کی اس فتنہ دری کا مقابلہ کیا اور گورنمنٹ کے برخلاف ان کی ایسی چالوں کو ہر موقعہ پر فیل کیا۔ اب انکا یہ منشا ہے کہ پہلے احمدیوں کو اپنے راستے سے دور کر دیا جائے اور پھر بے کھٹکے گورنمنٹ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ احراری جہاں بھی ہمارے برخلاف تقریریں کرتے ہیں وہ ہمارے برخلاف مسلمانوں اور ہندوؤں کو اکسانے کے لئے اس بات پر خاص زور دیتے ہیں کہ یہ جماعت (احمدی) قومی اور ملکی غدار ہے۔ ٹوڈی ہے۔ گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ جھولی چک ہے۔ گویا یہ ہمیں امن پسند شہری ہونے کا انعام مل رہا ہے۔ اب تو ہماری وہی حالت ہو رہی ہے جو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان اناج کے دانوں کی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کی ہمدردی اور خیر خواہی کیلئے میں اسے یہ مشورہ دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ وقت دور نہیں کہ یہ احراری لوگ بڑی شد و مد سے گورنمنٹ کے برخلاف اٹھیں گے۔ گورنمنٹ کے متعلق ان کا گذشتہ ریکارڈ بہترین شاہد حال ہے اور یہ گورنمنٹ کے متعلق اب بھی وہی ہیں جو آج سے چند سال پہلے تھے۔ اگر آج ہم انہیں یہ کہدیں کہ گورنمنٹ کی مخالفت میں ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہیں تو یہ جنگ بہت حد تک آج ہی ختم ہو سکتی ہے مگر ایک با اصول جماعت کے لئے ایسا کرنا قریباً مشکل ہے۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ گورنمنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ہماری ضرورت پڑ گی۔ ہم اپنے اصول اور اپنی خو کی وجہ سے گورنمنٹ کے ویسے ہی ہمدرد ہونگے جیسا کہ ہر آڑے وقت میں ہوتے رہے۔ مگر میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی ایسا وقت آئے کہ جس میں گورنمنٹ کو کسی وقت اپنے دوست اور دشمن کی عدم شناخت کی وجہ سے کف افسوس ملنے پڑیں۔ اسلئے بہتر ہو کہ گورنمنٹ اپنے دوست اور دشمن کے سمجھنے کی کوشش کرے۔

شذرات

سخت تنگدلی کا نمونہ

۵ر فروری ۳۵ء کا ملاپ لکھتا ہے کہ " بھمبر کے ایک پہاڑی موضع کا ایک زمیندار جو جاٹ قوم میں پیدا ہوا کچھ پڑھ کر ذرا چلنے پھرنے لگا۔ محنت کرتے کرتے آسودہ حال ہوا۔ کہ ایک شخص اس کا دشمن بن گیا۔ اور ہمیشہ اسے پھنسانے کی تاک میں لگا رہنے لگا۔ کہ یہ جاٹ اس کے سامنے چارپائی پر کیوں بیٹھتا ہے اور شودروں کی طرح جھک کر سلام کیوں نہیں کرتا "

اس سے بڑھکر تنگدلی اور کیا ہو سکتی ہے، یہ اسلام ہی کو توفیق ہے کہ اس میں کوئی ادنےٰ نہیں۔ سب بھائی بھائی ہیں۔ کیونکہ اسلام کا یہ اصول ہے اکرمکم عند الله اتقاکم۔ آج جو ہندوؤں کے بعض فرقوں میں مساوات کے متعلق کچھ برائے نام سی جھلک دکھائی دیتی ہے یہ سب اسلام کا اثر ہے۔ ہندوؤں کے پس ماندہ لوگ اگر حقیقی مساوات سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اسلام کی گود میں آجائیں جہاں نہ کوئی ادنیٰ ہے نہ اعلیٰ۔ سب بھائی بھائی ہیں۔

ہندو عورتوں کے حقوق

۲۷ر جنوری ۱۹۳۶ء کا ملاپ لکھتا ہے کہ " ڈاکٹر دیش مکھ نے اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جسکی رُو سے آپ موجودہ ہندو قانون میں ترمیم کرانا چاہتے ہیں تاکہ ہندو عورتوں کو وراثت کے متعلق حقوق حاصل ہو سکیں "

اگر یہ بل پاس ہو جائے تو بلا شبہ غریب ہندو عورتوں کی سُنی جائیگی۔ کیونکہ وہ بیچاری اس مدد کی مستحق ہیں، ان کو نہ تو والدین کے ہاں سے کوئی ورثہ مل سکتا ہے اور نہ ہی سسرال کے ہاں سے۔ بلکہ برعکس اس کے تلسی رامائن میں ان عورتوں کے متعلق جو تعلیم دی گئی ہے، وہ یہ ہے

ڈھول، گنوار، پشو ازناری
یہ سب تاڑن کے ہتکاری

میں اس کا ترجمہ بھی نہیں دیتا۔ ہاں یہ کہوں گا بہتر ہو کہ ہندو لوگ اپنے گرنتھوں سے عورتوں کے متعلق اس قسم کے اقوال اور شلوک نکال دیں۔

مُسلمان عورت

میں یہ کہونگا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک پہلا مذہب ہے، جس نے عورتوں کے سے غریب گروہ پر سب سے پہلے توجہ کی۔ اور انہیں پستی سے نکال کر بلندی پر لایا، ایک مسلمان عورت اپنے والدین کے ہاں سے بھی ورثہ لے سکتی ہے اور سسرال سے بھی۔ لہٰذا مسلمان عورت اپنی خوش قسمتی پر جسقدر بھی فخر کرے۔ جائز ہے۔ میرا خیال ہے کہ دُنیا میں اور کوئی ایسا مذہب نہیں جو عورت کو اس قسم کے حقوق دیتا ہو اور اب جو کہیں کہیں عورتوں کے حقوق کیلئے آواز بلند ہو رہی ہے یہ سب اسلام کی مہربانی ہے یا اس کا سہرا اسلام کے ہی سر پر ہے۔

تعددِ ازدواج

عام طور پر ہندو صاحبان تعدد ازدواج پر غیر معمولی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ مگر صداقت صداقت ہے آخر کبھی نہ کبھی فطرت اس کا اظہار کر ہی دیتی ہے۔ چنانچہ ۱۳ر جنوری کا ملاپ لکھتا ہے کہ " اگر کوئی شخص نسل کو قائم رکھنا چاہے تو اس کیلئے سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے کہ وہ دوسری شادی کرے لیکن اس صورت میں یہ پابندی لازمی ہونی چاہیئے کہ پہلی کی رضامندی سے سب کچھ کیا جائے "

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بعض حالات میں انسان دوسری شادی کے لئے بے بس ہو جاتا ہے اور اسلام جو ایک فطرتی مذہب ہے اس نے ایسے حالات میں دوسری شادی کو روا رکھا ہے مگر آریہ سماج ایسے حالات میں دوسری شادی کو نہیں بلکہ نیوگ کو جائز قرار دیتا ہے جو فطرت سلیمہ کے برخلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ تاریخ ایسے کسی واقعہ کا پتہ نہیں دے سکتی۔ اور اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہو تو آریہ سماج کو اس کے اظہار کا یارا نہیں۔ کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔

سوامی دیانند اور بُت پرستی

آریہ سماج اس بات پر بہت اترایا کرتا تھا کہ سوامی دیانند نے بُت پرستی کے برخلاف اپنی آواز بلند کی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسا سُنکر ایک مسلمان کو قدرتی طور پر خوشی ہوا کرتی تھی۔ مگر ۱۸ر جنوری کے جاگرت نے اس راز سے ایک ایسا پردہ اُٹھایا ہے کہ جس سے آریہ سماج کی یہ ڈینگ محض ڈینگ ہی رہ گئی ہے چنانچہ اخبار موصوف لکھتا ہے کہ

" یہ ایک حقیقت ہے کہ سوامی دیانند جی مورتی پوجک (پوجنے والے) تھے۔ چنانچہ مہاراجہ اودے پور شری مہاراجہ سیال سنگھ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ ہم مورتی پوجا کو نشٹ کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ مندروں میں سنسکرت کے وِدوان پوجاری رکھنا چاہتے ہیں جو اگنی ہوتر کرائیں اور دیو پوجا کا پربند (انتظام) کریں۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے ایدھیا میں سر یو باغ کی پاٹھشالہ میں کرشن بھگوان کی مورتی خود ستھاپت کرائی (رکھوائی)۔ (برہمن سرا سیو صفحہ ۱۰۹ جلد ۱۵ نمبر ۱)

اور ستیارتھ پرکاش میں اسلام کا کھنڈن کرتے ہوئے آپ نے کہا جن ہندوؤں کو تم بت پرست سمجھتے ہو وہ بھی ان مورتیوں کو ایشور نہیں سمجھتے بلکہ ان کے سامنے ایشور بھگتی کرتے ہیں "

اس تعلیم کی موجودگی میں آریہ سماج کس طرح یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ مورتی پوجا کا حامی نہیں۔ دنیا میں اس کے لئے اسلام کا ہی سر اونچا ہے جس نے بت پرستی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی بیخ کنی کی کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتا ہے

ہندو مہاراجے اور اچھوت

مہاراجہ صاحب نیپال پچھلے دنوں ہندوستان کی سیاحت فرما رہے تھے۔ داخلہ مندر کے متعلق آپ نے راجہ سر واسدیو ممبر اسمبلی سے ملاقات کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے کھولے نہیں جانے چاہئیں "

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہندو راجے اور مہاراجے جو ہندو کلچر کے حامی کہے جا سکتے ہیں وہ اچھوتوں کی اصلاح کے لئے یا اچھوتوں کو بلندی پر لانے کیلئے اپنے دل میں کیسے خیالات رکھتے ہیں یا کن اثرات کے زیر اثر ہیں۔ اور اس کے برخلاف اگر آریہ سماج اچھوت اودھار کا حامی بنتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آریہ سماج نے مصلحت وقت سے مجبور ہو کر یہ تعلیم یا ایسے عقائد کسی اور سے مستعار لئے ہیں۔ خود ان کا مذہب اور تمدن اس کا متحمل نہیں۔

احمدیت کی مخالفت پر ملاپ کی زمیندار کو ڈانٹ

سندھ کے ایک مسلمان ممبر اسمبلی نے ایک تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ گورنر جنرل سے درخواست کی جائے۔ کیونکہ مذہبی رہنماؤں کے متعلق قابل اعتراض اور اشتعال انگیز تنقیدیں ہو رہی ہیں جن سے ملک میں فرقہ دارانہ منافرت پھیل رہی ہے۔ اس لئے فوراً ایک آرڈیننس کے ذریعہ ایسی تمام کتابوں کو ضبط کر لیا جائے اور اس کے متعلق ایک قانون مرتب کر کے اسے رائج کر دیا جائے'۔ اس پر یکم جنوری کا ملاپ لکھتا ہے کہ "ہمیں اس قسم کے آرڈیننس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن مولوی ظفر علی خاں کو ضرور ہوگا۔ جنہوں نے میرزائے قادیان کے خلاف گالیوں کا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے "۔ آگے

چلکر یہی اخبار لکھتا ہے کہ " یہ کرتوت ان مسلمانوں کی ہے جو ہندوؤں پر الزام لگاتے رہتے ہیں اور حالانکہ ان کے اہل قلم اشتعال انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ انہیں شرم آنی چاہیئے کہ جس فعل پر معترض ہوتے ہیں اس کا خود ارتکاب کرتے ہیں"

واقعی ملاپ نے بعض مسلم اخبار نویسوں کے طرز عمل کا صحیح نقشہ پیش کیا ہے کیا اس قسم کے بے اصولے اخبار نویس ملاپ کی اس جھاڑ سے کوئی سبق حاصل کرینگے، غالباً نہیں کیونکہ

ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

احراریوں کی بدتہذیبی

۱۰ر فروری کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ " احراریوں کی طرف سے جو ٹریکٹ از قسم " مرزا عورت تھا یا مرد " شائع کئے گئے ہیں وہ واقعی معیار شرافت پر پورے نہیں اترتے "

گویا احراریوں کی بدتہذیبی اب اس قدر نمایاں رنگ اختیار کر چکی ہے کہ اور تو اور آریہ سماج بھی جسے احمدیت کے ساتھ سخت مخالفت ہے اسے بھی اس امر کا اعتراف ہے، ایسے گندے ٹریکٹ کی محض ضبطی ہی کافی نہیں ہے تاوقتیکہ ایسے گندے ٹریکٹ کے راقم کو سزا نہ دی جائے جس سے اوروں کو بھی عبرت ہو، اور آئندہ کوئی شخص اس قسم کا گندہ لٹریچر شائع کرنے کا موجب نہ بن سکے، جس کا نتیجہ مختلف اقوام میں سخت نفرت پیدا کرتا ہے۔

آریہ سماج کی رواداری

۱۰ر فروری کا ریفارمر لکھتا ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی مذہبی سوسائٹی ہوگی۔ جو اتنی رواداری کی سپرٹ کا اظہار کرتی ہو جتنی کہ آریہ سماج کرتی ہے "

اگر آریہ سماج کی مذہبی کتب بھی اس کا ساتھ دیتیں تو بلا شبہ میں آریہ سماج کو مبارکباد دیتا۔ مگر جب میں یہ خیال لیکر آریہ سماج کی مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں تو وہاں معاملہ بالکل دگرگوں پاتا ہوں۔ ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۳۴۴ پر یہ درج ہے کہ

" ادھرمی (جو وید کو نہ مانے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش ص۳۶۶)

خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ اور صاحب لیاقت اور نہایت طاقتور ہو تو بھی اس کی بربادی دھرم زیب میں لگا رہے، یعنی جہاں تک ہو سکے اس کی طاقت گھٹائے "

اس تعلیم کی موجودگی میں کسی آریہ کا یہ دعوی کرنا کہ آریہ سماج رواداری ہے۔ ایک عجوبہ نہیں تو اور کیا ہے۔

پہلے اپنے گھر کی اصلاح کرو

۱۰ر فروری کا ریفارمر لکھتا ہے کہ " یوپی کے مندروں تک میں رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے " آریہ سماج پیشتر اس کے کہ اچھوتوں وغیرہ کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی بے نتیجہ سعی سے کام لے (بے نتیجہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ آریہ سماج کبھی بھی اچھوتوں کو مساوات نہیں دے سکتا) اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے مندروں کی اصلاح کرے کیونکہ مندروں میں رنڈیوں کا ناچ کوئی ایسا معمولی فعل نہیں، جسے یونہی نظر انداز کیا جا سکے۔

قبولیت دعا کے چھیاسی گر

یہ نادر تالیف مکرم جناب قاضی اکمل صاحب ناظم طبع و اشاعت کی قدرت قلم کا نتیجہ ہے۔ دعا ہر ایک مسلمان کی روح ہے، بغیر دعا کے مسلمان ایسا ہی ہے، جیسے روح بغیر جسم کے، اس عجیب و غریب تصنیف میں مؤلف نے نہایت عرق ریزی سے قرآن مجید و حدیث سے اخذ کر کے ایسے طریق پیش کئے ہیں جن پر کاربند ہو کر دعا قبول ہو سکتی ہے۔ ایسی کام کی کتاب کا ہر ایک مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے، ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۲۰، ٹائیٹل رنگین لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱ر)۔ قادیان کے ہر کتب فروش سے مل سکتی ہے۔

ہمارے کمینہ اور بے اصولے دشمن

احسان اور زمیندار وغیرہ ہمارے برخلاف یہ ڈھنڈورا کر رہے ہیں کہ جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست پر احمدیوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشی منائی" جواز سرتا پا کذب ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مانتے۔ مگر باوجود اس کے ترکوں کی جتنی ہم نے اخلاقی مدد کی اور کوئی کیا کرے گا۔ مگر سلطان ترکی کو خلیفہ ماننے والوں کو ذرا اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالکر دیکھنا چاہیئے۔ کہ عراق کو ترکوں سے فتح کرنے والے احمدی نہ تھے بلکہ پنجابی اور سرحدی کہلانے والے مسلمان تھے فلسطین اور درہ دانیال اور ارض روم پر ترکوں کا ناطقہ بند احمدیوں نے نہیں بلکہ ان غیر احمدیوں اور فرزندان توحید کے دعویداروں نے کیا تھا۔ جو آج ان کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ جنگ کے دنوں " ترکوں کی حماقت " اور دیگر عنوانات سے کئی رسالے مسلمان کہلانے والے زعماء و اکابر کی جانب سے شائع کئے گئے۔ اس لئے ہم پر یہ کمینہ الزام دینے سے قبل ایسے بے اصولے لوگوں کو ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دیکھنا چاہیئے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایسے با اصول دشمن شرم اور حیا کو بالکل تلانجلی دے چکے ہیں ورنہ اگر ان میں کچھ بھی غیرت اور حیا کا مادہ ہوتا تو اس الزام کی کیچڑ میں باوجود سر سے لے کر پاؤں تک لتھڑے ہونے کے وہ ان لوگوں کو الزام دینے سے اجتناب کرتے جن کا دامن اس الزام سے بالکل پاک ہے۔

لاہوریوں کو اہلحدیث کی جھاڑ

اہلحدیث لکھتا ہے کہ " پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل ہے، جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ " اگر کوئیں میں بیل گر پڑے تو وہیں اس کو خصی کر دیا جائے " کیونکہ باہر آنے کے بعد وہ قابو نہیں آسکتا۔ اس مثل کے ماتحت لاہوریوں نے قادیانیوں کو مبتلائے مصیبت دیکھکر چیلنج مباحثہ کا ایک پوسٹر شائع کیا ہے " مجھے اس سے اتفاق نہیں کہ بیل کوئیں میں گرا ہوا ہے ہاں مجھے لاہوری دوستونکی ناروا جسارت پر تعجب ضرور ہے۔ کیونکہ آج سے کچھ عرصہ قبل ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کے بھی یہی عقائد تھے۔ جو اس اخبار میں کسی دوسری جگہ درج بھی کئے گئے ہیں، ان تحریروں سے نہ تو لاہوری دوست انکار ہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کوئی جائز تاویل ہی ہو سکتی ہے، ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ میرے یہ بھائی ذرا جرأت اور دلیری سے کام لیں۔ اور کہہ دیں کہ ہم نے اپنے عقائد کو بدل لیا ہے۔ بس پھر جھگڑا صاف ہے ورنہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھتے ہوئے ہمیں مناظرے کا چیلنج دینا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ شیش محل میں بیٹھ کر سنگلاخ قلعہ پر پتھروں کا پھینکنا خدا میرے بھائیوں کو سمجھ دے تاکہ وہ آئندہ کیلئے ایسے بے اصولے چیلنج دے کر دُنیا کو اپنے آپ پر ہنسی کا موقعہ نہ دیں۔

ایک والی ریاست کے لڑکے کی ہمت

عام طور پر والیان ریاست کے ناز و نعم میں پرورش یافتہ صاحبزادے گلچھرے ہی اُڑاتے رہتے ہیں۔ اور اکثر مہاراجکماروں کا یہ حال ہے کہ انہیں اپنے رنگین مشاغل سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ لیکن کاٹھیاواڑ کی ریاست منگرول کے والی جناب ہز ہائینس نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب کے صاحبزادے کنور محمد صدیق صاحب نے ولایت میں بیرسٹری پاس کی ہے اور لنڈن ہی میں وکالت بھی شروع کر دی ہے اور نیز معلوم ہوا ہے کہ اس ہونہار شہزادے نے آئی سی ایس کا امتحان بھی پاس کر لیا ہے اور یہ سب لائق باپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ جو باوجود والی ریاست ہونے کے درویشانہ طبیعت رکھتے ہیں۔

رُوح اور شاعر ٹیگور

شاعر ٹیگور سے کسی نے روح کے متعلق سوال کیا۔ شاعر موصوف نے جو جواب دیا وہ ۱۹ فروری کے ملاپ میں اس طرح چھپا ہے کہ " ہمیں اس سوال پر زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے کرم (اعمال) کرتے جائیں۔ مرنے کے بعد کیا ہو گا اس کے متعلق سوچنے کی ضرورت نہیں جو کچھ ہونا ہے وہ خود ہی ہو جائیگا " جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے کیسا برجستہ جواب عطا فرمایا کہ روح اللہ کے حکم سے ہے، یعنی مخلوق ہے اور تم بھی مخلوق ہو اور خالق کے مقابلہ پر تمہارا علم محدود ہے۔ اس لئے تم اللہ کے بھیدوں پر حاوی نہیں ہو سکتے۔ قریباً یہی جواب شری گورو گرنتھ صاحب میں بھی ہمیں ملتا ہے۔ جہاں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ ؎

تھت وار نا جوگی جانا رت مہاں نہ کوئی
جاں کرتا سرشٹی کو ساجے آپے جانے سوئی

لوگ کیا کہتے ہیں؟

۱۷ فروری کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ " مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق قادیان کے پیرؤوں کی تعداد صرف ۵۶ ہزار کے قریب ہے۔ اس کے مقابلہ میں آریہ سماجیوں کی آبادی کئی لاکھ ہے ——— مگر جتنا مضبوط قادیانی پریس ہے اتنا ہمارا نہیں ہے۔ قادیانیوں کے اس وقت تک تین چار ہفتہ وار اخبار چل رہے ہیں الفضل روزانہ ہونے والا ہے مگر ہمارے بہت ہی پرانے اخبار آریہ گزٹ کی جو حالت ہے وہ آپ سب پر عیاں ہے۔ کیا ہم بھی قادیانیوں کی تقلید کر سکتے ہیں " یہ تو ہوئی مخالف کی رائے۔ آؤ ہم ذرا خود بھی غور کریں کہ کیا واقعی ہمارا پریس اتنا ہی مضبوط ہے۔

بے اصولے پن کی حد ہوگئی

پچھلے دنوں زمیندار کے بے اصولے ایڈیٹر منشی ظفر علیخاں نے اپنے رسوائے عالم اخبار زمیندار میں سکھوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے کیلئے کئی دفعہ یہ لکھا تھا کہ کیونکہ احمدی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان کہتے ہیں۔ لہٰذا سکھوں کو اُن سے باز پرس کرنی چاہیئے۔ لیکن حال ہی میں ایڈیٹر زمیندار کے ایک ہمخیال مولوی عبدالکریم نے ایک کتاب " گورو نانک جی اور اسلام " لکھی ہے جس پر ریویو کرتے ہوئے یہ بے اصولے ایڈیٹر رقمطراز ہیں۔

" اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ گورو نانک جی عمر بھر اپنے رنگ میں اسلام کا پرچار کرتے رہے۔ حوالہ میں گرنتھ کی عبارتیں صفحہ وار پیش کی ہیں۔ جس سے ثابت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے کہ گورو نانک جی روزہ، نماز، بہشت، دوزخ قرآن شریف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل تھے۔" (زمیندار ۱۳ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

کیا عجیب تماشا ہے۔ بے اصولے پن کی بھی کوئی حد ہونی چاہئیے کہ جب یہ بات احمدی کہیں تو وہ سکھوں کے لئے اشتعال اور حضرت بابا نانک جی کی توہین کا باعث بن جائے۔ اور جب منشی جی کا کوئی ہمخیال احمدیہ لٹریچر سے خوشہ چینی کر کے ان خیالات کا اظہار کرے تو وہ قابل تعریف اور مستحق توصیف قرار پائے۔ آخر بے اصولے پن کی بھی کوئی حد ہونی چاہئیے۔ مگر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کا بے اصولا پن ہی ان کا اصول اعظم ہے اور ان میں سے ایڈیٹر زمیندار سب سے آگے ہیں۔

یوم تبلیغ کیلئے ۱۰ مارچ کی تاریخ مقرر ہوئی ہے

اس روز ہر ایک احمدی بھائی کا فرض ہے کہ وہ اپنے غیر مسلم بھائیوں میں صداقت کا پیغام پہنچائے تاکہ جس شہد کے چشمہ سے ہم مستفیض ہوئے ہیں دوسرے بھی شیریں کام ہو سکیں۔ اس روز یہ پیغام حق ایسی خوش اسلوبی سے اپنے غیر مسلم بھائیوں کو پہنچانا چاہئیے کہ کسی صاحب کو اشارۃً بھی ناگوار نہ گذرے۔ تاکہ ہمارا پیغام حقیقی معنوں میں پیغام محبت ہو سکے۔

نور کیلئے نامہ نگاروں کی ضرورت ہے

اب میری مصروفیت غیر معمولی بڑھ جائے گی۔ کیونکہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے پروفوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت بھی چھپنی شروع ہو جائیگی اور کم از کم چار ماہ مجھے غیر معمولی مصروفیت رہے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ ان چار ماہ کے لئے یا تو دوست ہمت کر کے پچاس روپے ماہوار کی اعانت کا انتظام فرما دیں تاکہ میں کوئی ذمہ دار ایڈیٹر رکھکر کم از کم چار ماہ کیلئے اخبار کے بوجھ سے بے فکر ہو جاؤں۔ اگر دوست ہمت کریں تو کام کی اہمیت کے مقابلہ میں چار ماہ کیلئے پچاس روپے ماہوار کا انتظام کر دینا کوئی بڑی بات نہیں اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر ایک دوسری صورت ہے کہ چند ایک ایسے متین اور سنجیدہ نامہ نگار پیدا ہو جائیں۔ جو ان چار ماہ کیلئے نور کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے مضامین بھیجتے رہیں۔ گو اس دوسری صورت میں میں اخبار کے بوجھ سے خاطر خواہ تو بے فکر نہیں ہو سکتا ہاں کسی حد تک بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔

ایک مجاہد بھائی کا قابل قدر نمونہ

مکرمی بابو غلام محی الدین صاحب پوسٹل کلرک سالانہ جلسہ پر فرقان حمید کی ۲۵ کاپیاں سکھ صاحبان میں تقسیم کرنے کیلئے لے گئے تھے۔ اب وہ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ "آپ کے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو جو بھی گورمکھی دان پڑھتا ہے آپ کے جان و مال کو دعا دیتا ہے۔ اب میں پچاس عدد کاپیاں اور تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جو بھی کار خیر برسر انجام ہو سکے۔ بسا غنیمت ہے سہ

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند "

اس عزیز بھائی کا یہ ملی جذبہ قابل قدر ہے اور جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اللہ انہیں حسنات دارین کا وارث بنائے۔ ان کو تنخواہ تھوڑی ملتی ہے مگر دینی کاموں میں خرچ کرنے کے لئے اللہ نے ان کا دل بہت فراخ بنایا ہے۔ سچ ہے ع تونگری بدل است نہ بہ مال

اگر دوسرے دوستوں کے قلوب میں بھی یہ مبارک جذبہ پیدا ہو سکے تو ہم تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے پیارے کلام کو بکثرت لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں اور اس کے جو شاندار نتائج برآمد ہو سکتے ہیں وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائیوں کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

میری معذرت

ماہ فروری میں پے در پے دینی سفر پیش آئے گویا قریباً تمام مہینہ ہی سفروں میں گذرا۔ اس لئے ۱۷ فروری کا پرچہ شائع نہ ہو سکا اور جس کی تلافی کے لئے اس اخبار کا حجم نسبتاً زیادہ کر دیا گیا ہے۔

شری گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر

احمدیہ جماعت کی طرف سے پانصد روپیہ چندہ

پٹیالہ ۲۴ فروری۔ ۲۲ فروری کو امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن نے کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سیکرٹری گوردوارہ کمیٹی سے ملاقات کی اور گوردوارہ کی تعمیر کے لئے ۵۰۰ روپیہ چندہ دیا۔ چندہ کو منظور کرتے ہوئے کرنل رگھبیر سنگھ نے کہا کہ اس قسم کی امداد سے سکھوں اور احمدیوں کے تعلقات جو پہلے ہی خوشگوار ہیں زیادہ بہتر ہو جائیں گے ڈیپوٹیشن نے ہز ہائینس شری مہاراجہ صاحب بہادر آف پٹیالہ سے بھی جو کمیٹی کے پریذیڈنٹ ہیں ملاقات کی۔ انہوں نے احمدیہ جماعت کی اس سپرٹ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ آج کل کے فرقہ وارانہ کشیدگی کے دنوں میں اس قسم کی ہمدردانہ امداد بداعتمادی اور شکوک کو جو مختلف جماعتوں میں پائے جاتے ہیں دور کر دے گی۔ ("پرتاپ" ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء)

نوٹ - اس ڈیپوٹیشن میں جانے کا خاکسار ایڈیٹر نور کو بھی فخر حاصل ہوا ہے۔ اور میں نے کرنیل سردار رگھبیر سنگھ صاحب، سردار صاحب ڈیوڑھی معلیٰ کو حسن اخلاق حسنہ کا مالک پایا اور ہز ہائینس شری حضور مہاراجہ بہادر ادھیراج آف پٹیالہ کے شاہانہ اخلاق اور صفات عالیہ کا جو مجھ پر اثر پڑا اس کی نیک یاد میرے دل میں ہمیشہ ہی تازہ رہیگی اور امید کہ میں انشاء اللہ اپنے آئیندہ پرچہ میں سفر پٹیالہ کے ضمن میں اس کے متعلق کچھ عرض کر سکوں گا۔

۱۰ مارچ کیلئے سستا تبلیغی لٹریچر

آج دنیا مانتی ہے کہ خاکسار ایڈیٹر نور نے غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے جو لٹریچر مہیا کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ میری کئی کتابوں کے تراجم غیر زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ آپ اس تبلیغی لٹریچر کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں گے، اس یوم کیلئے یہ غیر معمولی رعایت دی جا رہی ہے کہ جو صاحب خاص اس دن کیلئے تبلیغی غرض سے دفتر نور سے تبلیغی کتابیں طلب کرینگے ان سے ½ قیمت لی جائیگی یعنی ایک روپیہ کا مال چار آنے میں۔ جس سے اپنے گھر کا خرچ بھی پورا ۴ نہیں ہوتا۔ اور یہ محض تبلیغ کی خاطر ہے اس میں قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ شامل نہیں کیونکہ اس کا ہدیہ پہلے ہی ۱ روپے ہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمانوں کی موجُودہ حالت پر تبصرہ

تنظیم کا صحیح طریقہ

اجتماعی نظم، خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو، اور کسی غرض و غایت کے لئے ہو، اپنے قیام اور اپنی کامیابی کے لئے دو چیزوں کا ہمیشہ محتاج ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ جن اصولوں پر کسی جماعت کی تنظیم کی گئی ہو، وہ اس پوری جماعت اور اس کے ہر ہر فرد کے دل و دماغ میں خوب بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور جماعت کا ہر فرد ان کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

دوسرے یہ کہ جماعت میں سمع و اطاعت کا مادہ موجود ہو، یعنی اس نے جس کسی کو اپنا صاحب امر تسلیم کیا ہو، اس کے احکام کی پوری طرح حفاظت کرے۔ اس کے مقرر کردہ ضوابط کی سختی کے ساتھ پابند رہے اور اس کے حدود سے تجاوز نہ کرے۔

یہ ہر نظام کی کامیابی کیلئے ناگزیر شرطیں ہیں، کوئی نظام خواہ وہ نظام عسکری ہو یا نظام سیاسی یا نظام عمرانی یا نظام دینی، ان دونوں شرطوں کے بغیر نہ قائم ہو سکتا ہے نہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے دُنیا کی پوری تاریخ اُٹھا کر دیکھ جائیے۔ آپ کو ایک مثال بھی ایسی نہیں ملیگی کہ کوئی تحریک تھڑ دلے، منافق، نافرمان اور غیر مطیع پیرؤں کے ساتھ کامیاب ہوئی ہو یا بدرجہ آخر چل سکی ہو، تاریخ کے صفحات میں بھی جانے کی ضرورت نہیں، خود اپنے گرد و پیش کی دُنیا پر ہی ایک نظر ڈال لیجئے۔ آپ اس فوج کے متعلق کیا رائے قائم کرینگے جو اپنی سلطنت کی وفادار اور اپنے سالار لشکر کی مطیع فرمان نہ رہے: جس کے سپاہی فوجی ضوابط کی پابندی سے انکار کردیں۔ پریڈ کا بگل بجے تو کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہلے کمانڈر کوئی حکم دے تو سپاہی سُنی اَن سُنی کر جائیں، کیا آپ سپاہیوں کے ایسے انبوہ کو "فوج" کہہ سکتے ہیں؟ کیا آپ امید کر سکتے ہیں کہ ایسی بن سری فوج کسی جنگ میں کامیاب ہوگی؟ آپ اس سلطنت کے متعلق کیا کہتے ہیں، جس کی رعایا میں قانون کا احترام باقی نہ رہے۔ جس کے قوانین علی الاعلان توڑے جائیں۔ جس کے محکموں میں کسی قسم کا ضبط باقی نہ رہے۔ جس کے کارکن اپنے مقتدر اعلیٰ کے احکام بجالانا چھوڑ دیں؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی رعایا اور ایسے عمّال کے ساتھ کوئی سلطنت دُنیا میں قائم رہ سکتی ہے؟ آج آپ کی آنکھوں کے سامنے جرمنی اور اٹلی کی مثالیں موجود ہیں، ہٹلر اور مسولینی نے جو عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے تمام دنیا اس کی معترف ہے۔ مگر کچھ معلوم بھی ہے کہ اس کامیابی کے اسباب کیا ہیں؟ وہی دو، یعنی ایمان اور اطاعت امر۔ نازی اور فاسسٹ جماعتیں ہرگز اتنی طاقتور اور کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں اگر وہ اپنے اصولوں پر اتنا پختہ اعتقاد نہ رکھتیں اور اپنے لیڈروں کی اسقدر سختی کے ساتھ مطیع نہ ہوتیں

یہ قاعدہ کلیہ ایسا ہے جس میں کوئی استثنار نہیں ہے

ایمان اور اطاعت دراصل نظم کی جان ہے۔ ایمان جتنا راسخ ہوگا اور اطاعت جتنی کامل ہوگی، نظم اتنا ہی مضبوط اور طاقتور ہوگا۔ اور اپنے مقاصد تک پہنچنے میں اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ بخلاف اس کے ایمان میں جتنا ضعف اور اطاعت میں جتنا انحراف ہوگا، اسیقدر نظم کمزور ہوگا۔ اور اسی نسبت سے وہ اپنے مقاصد تک پہنچنے میں ناکام رہیگا۔ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ کسی جماعت میں نفاق، بدعقیدگی، انتشار خیال، خودسری، نافرمانی، اور بے ضابطگی کے امراض پھیل جائیں اور پھر بھی اس میں نظم باقی رہے اور وہ کسی شعبۂ حیات میں ترقی کی طرف رواں نظر آئے۔ یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں، دُنیا جب سے آباد ہوئی ہے۔ اس وقت سے آج تک ان دونوں کا کبھی اجتماع نہیں ہُوا۔ اور اگر قانون فطرت اٹل ہے تو اس قانون کی یہ دفعہ بھی اٹل ہے کہ یہ دونوں حالتیں کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے، نفاق اور بدعقیدگی کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہو، اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں۔ اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کی علانیہ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو اسلامی عقائد اور شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں، وہ بھی ہیں جو علانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کئے ہوئے تخیلات و افکار کو ترجیح دیتے ہیں وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم سمجھتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے دشمنوں کو خوش کرنے کیلئے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے چھوٹے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں، اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں، کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اس کی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں۔ راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسد العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔

یہ تو تھا ایمان کا حال۔ اب سمع و طاعت کا حال دیکھئے آپ مسلمانوں کی بستی میں چلے جائیے۔ آپ کو عجیب نقشہ نظر آئیگا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کرتے کہ موذن کس کو بلا رہا ہے اور کس چیز کیلئے بلا رہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گذر جاتا ہے مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار لہو و لعب کو یاد خدا کیلئے نہیں چھوڑتا۔ رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بعض مسلمانوں کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں۔ اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے، بلکہ بس چلتا ہے تو اُلٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں، پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے، کوئی صحت کیلئے مفید سمجھکر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی کمتر ہے حلال اور حرام۔ پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اُٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جس کو خدا اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں۔ وہ کونسی حد ہے جو خدا اور رسولؐ نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ وہ کونسا ضابطہ ہے جو خدا اور رسولؐ نے قائم کیا ہو اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں، اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں مگر ان کروڑوں میں دیکھئے کہ کتنے فی صدی نہیں بلکہ کتنے فی ہزار بلکہ فی لاکھ خدا اور رسولؐ کے احکام کو ماننے والے اور اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں۔

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے۔ جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے جس قوم سے سمع و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اُٹھ جائے اس کا جو کچھ انجام ہونا چاہیئے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے۔ آج مسلمان تمام دُنیا میں محکوم و مغلوب ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت موجود ہے وہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی، مذہبی اور مادی تسلط سے آزاد نہیں ہیں جہالت مفلسی اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں۔ اخلاقی پستی نے ان کو حد درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت و صداقت اور وفائے عہد کی صفات جن کیلئے وہ کبھی دُنیا میں ممتاز تھے۔ اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں۔ اور ان کی جگہ خیانت، جھوٹ، دغا اور بد معاملگی نے لے لی ہے۔ تقویٰ۔ پرہیز گاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں۔ قومی غیرت و حمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا ہے۔ آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور کسی مشترک غرض کے لئے ملکر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں۔ قوموں پر سے ان کا اعتماد اُٹھ گیا ہے۔ اور اُٹھتا جا رہا ہے۔ ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے ان کی قومی تہذیب و شائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بنگلوں میں رہنے والے، موٹروں پر چڑھنے، سوٹ پہننے والے، بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے، بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانے والے، ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، اپنی ہمسایہ قوموں پر ان کی جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی وہ اب نہیں ہے۔ جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے، جو اجتماعی قوت و طاقت ان میں پہلے تھی وہ اب نہیں ہے۔ اور آئندہ اس سے بھی خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔

کوئی مذہب یا تہذیب ہو یا کسی قسم کا نظام جماعت ہو، اس کے متعلق دو ہی طرز عمل انسان کے لئے معقول ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ اس میں داخل ہو تو اس کے اساسی اصول پر پورا پورا اعتقاد رکھے۔ اور اس کے قانون و ضابطہ کی پوری پوری پابندی کرے، اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اس میں داخل نہ ہو یا ہو چکا ہے تو بالاعلان اس میں سے نکل جائے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری صورت معقول نہیں ہے۔ اس سے زیادہ نامعقول کوئی طرز عمل نہیں ہو سکتا کہ تم ایک نظام میں شریک ہو اس کے ایک جز بن کر رہو، اس نظام کے تابع ہونے کا دعویٰ کرو۔ اور پھر اس کے اساسی اصولوں سے کُلًّا یا جزءًا انحراف بھی کرو، اس کے قانون کی خلاف ورزی بھی کرو، اپنے آپ کو اس کے آداب اور اس کے ضوابط کی پابندی سے مستثنیٰ بھی کر لو۔ اس طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تم میں منافقانہ خصائل پیدا ہوں، خلوص نیت سے تمہارے دل خالی ہو جائیں، تمہارے قلوب میں کسی مقصد کیلئے گرم جوشی اور رسوخ عزم نہ پیدا ہو سکے، فرض شناسی، اتباع قانون اور باضابطگی کے اوصاف سے تم عاری ہو جاؤ، اور تم میں یہ صلاحیت باقی نہ رہے۔ کہ کسی نظام جماعت کے کارآمد رکن بن سکو ان کمزوریوں اور بد ترین عیوب کے ساتھ تم جس جماعت میں بھی شریک ہو گے، اس کیلئے لعنت بن جاؤ گے، جس نظام میں داخل ہو گے اسے درہم برہم کر دو گے، جس تہذیب کے جسم میں داخل ہو گے، اس کے لئے جذام کے جراثیم ثابت ہو گے۔ جس مذہب کے پیرو بنو گے اس کو مسخ کر کے چھوڑو گے ان اوصاف کے ساتھ تمہارے مسلمان ہونے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ جس گروہ کے اصولوں پر تمہارا دل ٹُھکے اور جس گروہ کے طریقوں کی تم پوری طرح پیروی کر سکو اس میں جا شامل ہو، منافق اور نافرمان مسلمانوں سے وہ کافر بہتر ہیں جو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے دل سے معتقد ہوں اور اس کے ضوابط کی پابندی کریں۔

جو لوگ مسلمانوں کے مرض کا علاج تعلیم مغربی اور تہذیب جدید، اور اقتصادی حالات کی اصلاح، اور سیاسی حقوق کے حصول کو سمجھتے تھے وہ غلطی پر تھے، اور اب بھی جو ایسا سمجھ رہے ہیں وہ غلطی کر رہے ہیں۔ بخدا، اگر مسلمانوں کا ہر فرد بی اے اور پی ایچ ڈی اور بیرسٹر ہو جائے، دولت و ثروت سے مالا مال ہو، مغربی فیشن سے از سر تا بقدم آراستہ ہو، اور حکومت کے تمام عہدے اور نشستیں مسلمانوں ہی کو مل جائیں۔ مگر ان کے دل میں نفاق کا مرض ہو۔ وہ فرض کو فرض نہ سمجھیں، وہ نافرمانی سرکشی اور بے ضابطگی کے خوگر ہوں، تو اسی پستی اور ذلت اور کمزوری میں وہ اس وقت بھی مبتلا رہیں گے۔ جس میں آج مبتلا ہیں۔ تعلیم فیشن دولت اور حکومت کوئی چیز انکو اس گڑھے سے نہیں نکال سکتی جس میں وہ اپنی سیرت اور اپنے اخلاق کی ان بنیادی کمزوریوں کی وجہ سے گر گئے ہیں۔ اگر ترقی کرنی ہے اور ایک طاقتور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باعزت قوم بننا ہے تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایمان اور اطاعت امر کے اوصاف پیدا کرو۔ کہ اس کے بغیر نہ تمہارے افراد میں کس بل پیدا ہو سکتا ہے نہ تمہاری جماعت میں نظم پیدا ہو سکتا ہے، اور نہ تمہاری اجتماعی قوت اتنی زبردست ہو سکتی ہے۔ کہ تم دنیا میں سربلند ہو سکو۔ ایک منتشر جماعت جس کے افراد کی اخلاقی اور معنوی حالت خراب ہو کبھی اس قابل نہیں ہو سکتی کہ دنیا کی منظم اور مضبوط قوموں کے مقابلہ میں سر اٹھا سکے چھوٹس کے پولوں کا انبار خواہ کتنا ہی بڑا ہو، کبھی قلعہ نہیں بن سکتا۔ (ترجمان القرآن حیدر آباد دکن)

سندھ میں اسلامی حکومت

سنہ ۹۰ ہجری میں خلافت کی طرف سے محمد بن ہارون سواحل سندھ پر حکمران تھا۔ جزیرہ سراندیپ میں جو اس زمانہ میں یاقوت کے نام سے موسوم تھا۔ وہاں کے راجہ نے دربار خلافت سے تعلقات پیدا کرنے چاہے۔ کیونکہ اس جگہ کثرت سے مسلمان سکونت پذیر تھے۔ علاوہ ازیں عرب تجار کی آمد و رفت زیادہ تھی۔ اور چونکہ مسلمانوں کو اس شہر میں رہتے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا تھا۔ اس لئے اس اثناء میں بہت سی مسلمان پیوند خاک ہو چکے تھے۔ اور ان کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں لاوارث پڑی ہوئی تھیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان دنوں مسلمانوں کی چار دانگ میں دھاک تھی۔ اور بڑے بڑے بادشاہ اور مہاراجے اسلامی سلطنت کی سطوت و جبروت سے ہمیشہ خائف رہتے تھے، اور ہر ایک والیٔ ملک کی یہ دلی تمنا تھی کہ دربار خلافت سے تعلقات پیدا کئے جائیں۔ تاکہ ملک کو تقویت رہے۔ چنانچہ راجہ نے انہی خیالات کی بناء پر دربار خلافت سے تقرب حاصل کرنا چاہا۔ اور اس موقعہ کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر تمام یتیم لڑکیوں اور لڑکوں کو تحف و ہدایا کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے جہاز پر سوار کرا کے کوفے کو روانہ کیا۔

جب یہ جہاز سواحل سندھ پر پہنچا تو دریائی لٹیروں نے تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ان یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کو معہ سامان پکڑ کر لے گئے۔ اتفاق کی بات دیکھئے کہ جب لٹیرے ان لڑکیوں کو گرفتار کرنے لگے تو ایک لڑکی نے بے تحاشا چلا کر کہا کہ اے حجاج مجھے بچا۔ حجاج اس وقت عراق کا گورنر تھا، لوگوں نے جب اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دی تو اس کے دل پر عجیب اثر ہوا۔ اور زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ "کہ ہاں میں آیا"۔

حجاج نے دربار خلافت سے فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ ولید نے جواب دیا کہ "یہ مہم بڑی ہے اور مصارف زیادہ آئیں گے، اور مسلمانوں کی بہت سی جانوں کے تلف ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔" حجاج کو جب یہ جواب ملا، تو اس نے ایک دوسری عرضی پھر دربار خلافت میں لکھی اور اپنی حکمت عملی سے اجازت حاصل کر لی۔

اجازت حاصل کرنے کے بعد حجاج نے راجہ داہر والی سندھ کو لکھا کہ ان یتیم اور بیکس لڑکوں اور لڑکیوں کو ڈاکوؤں اور لٹیروں سے لے کر میرے پاس بھیجدو، راجہ داہر نے جواب میں لکھا کہ یتامیٰ کو ڈاکوؤں نے لوٹا ہے جو میری اطاعت اور حکومت سے باہر ہیں۔ حجاج اس خشک جواب سے برہم ہو گیا۔ اور عبد اللہ بن نبہان کو دیبل (سندھ) کی طرف فوج دیکر روانہ کیا۔ عبد اللہ دشمنوں کی سرکوبی کرتا ہوا خود شہید ہو گیا۔ جب حجاج کو عبد اللہ کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو اس کی آتش غضب اور بھی بھڑک اٹھی اور اس نے محمد بن قاسم پندرہ ۱۵ سال کے ایک نوخیز مگر شیر دل بہادر کو اس مہم پر روانہ کیا۔ محمد بن قاسم کے ہمراہ ۶ ہزار شامی سپاہ تھی۔ اور کچھ مقدمۃ الجیش الاسود کے ساتھ تھے یہ بھی محمد بن قاسم سے آملا۔ حاکم مکران بھی ۶ ہزار جنگی فوج کے ساتھ ان کو آملا۔

محمد بن قاسم ان تمام کو ہمراہ لیکر دیبل (سندھ) کی طرف بڑھا۔ دیبل کو فتح کر لیا۔ والیٔ سندھ بھاگ گیا، امن قائم کرنے کے بعد چار ہزار مسلمان آباد کئے۔ اور جامع مسجد بنوائی۔ اس کے بعد شہر نیرول کی طرف پیشقدمی کی۔ جوانمردی اور بہادری سے اس کو بھی فتح کیا، یہاں بھی ایک مسجد بنوائی اور ایک امام اشاعت اسلام کے لئے مقرر کیا۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے حکم سے آگے بڑھکر سوستان کو تسخیر کر لیا۔ اس شہر کے انتظام کرنے کے بعد قلعہ سیہم کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ سردار قلعہ نے جان نثاران اسلام کی شمشیر خارا شگاف کی تاب نہ لا کر سر تسلیم خم کیا اور قلعہ حوالہ کر دیا، محمد بن قاسم نے اسی سردار کو یہاں کا حاکم بنا کر آگے بڑھنا شروع کیا۔

راجہ داہر والی سندھ کو جب معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم بڑھتا چلا آتا ہے۔ اور والیان شہر اور حکام مطیع ہونے کے علاوہ لشکر اسلام کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس نے مدافعت کے لئے ایک جرار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو بھیجا۔ چنانچہ سرفروشان اسلام جب دریائے سندھ کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تو راجہ داہر کا لشکر مقابل ہوا۔ طرفین کے جوانمردوں نے دل کھول کر داد شجاعت دی لیکن جنگ کے اختتام پر راجہ داہر کے عساکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد بن قاسم نے ایک سفارت راجہ داہر کے پاس بھیجی۔ جب سفارت اس کے پاس پہنچی تو وہاں کے دستور کے مطابق سردار سفارت نے تعظیماً سر نہ جھکایا اور نہ سجدہ کیا۔ راجہ نے دریافت کیا، سردار نے جواب دیا کہ اسلام میں فرزند توحید کا سر خدائے لم یزل ولایزال کے سوائے اور کے آگے نہیں جھکتا۔

راجہ یہ جواب پا کر انگشت بدندان رہ گیا، اس کے بعد سفارت نے شرائط پیش کیں، لیکن راجہ نے شرائط سے انکار کر دیا، اسلامی سفارت ناکام واپس ہوئی۔ محمد بن قاسم نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ اور دریائے سندھ سے پار اترنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ جو شہر درمیان میں ہیں، ان کو فتح کر لیا جائے۔ چنانچہ سدوسان شہر اپنی بہادری اور حکمت عملی سے فتح کیا۔ اب دریا کے پار اترنے کیلئے کشتیاں فراہم کی گئیں اور پل بنا کر دریا کو عبور کیا۔ دونوں طرف گھمسان کا رن پڑا اور بہادران اسلام نے اپنی بہادری سے شہر نیبٹ فتح کر لیا، اور سرفروشان اسلام آگے بڑھنے ہی کو تھے کہ راجہ داہر کا لڑکا ایک جرار لشکر لے کر نبرد آزما ہوا۔ بڑے زور شور سے لڑائی ہوئی۔ لیکن راجہ داہر کا بیٹا بھاگ نکلا، بہادران اسلام کے حوصلے بلند ہو گئے اور بڑھتے بڑھتے جے پور میں خیمہ زن ہوئے۔ راجہ داہر کو خبر ملی تو راور کے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا، محمد بن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تورادر کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد راجہ داہر کی فوج قلعہ سے نکلی اور سرفروشان اسلام کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ اور ایسا میدان کارزار گرم ہوا کہ شجاع نامی عربی فوج کا ایک بہادر سپاہی بھی شہید ہو گیا۔ اس سے بہادران اسلام کے جذبات اور بھی مشتعل ہو گئے، محمد بن قاسم نے وہ شجاعت دکھائی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے لیکن راجہ خود ہاتھی پر سوار تھا اور اس کے سامنے ہاتھیوں کی قطار تھی جو فولادی دیواروں کی طرح درمیان میں حائل تھی۔ لشکر اسلام نے ہاتھیوں پر آگ برسانی شروع کی۔ ہاتھی ایسے ڈرے کہ بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور اپنے ہی آدمیوں کی صفیں الٹ دیں۔ اب بہادران اسلام راجہ کے خیموں تک پہنچ گئے ۔ (ماخوذ)

چیلنج مُناظرہ

جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ وممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے

صحیح عقائد کے متعلق غلط بیانی کا ازالہ

ایک ہفتہ کے قریب گذرتا ہے کہ ایک پوسٹر کے ذریعہ احمدی فریق لاہور کے صحیح عقائد بحوالہ کتب ورسائل، اخبارات و صفحات وغیرہ انصاف پسند پبلک کی آگاہی کیلئے بغیر کسی مزید حاشیہ یا تشریح کے شائع کر دیئے گئے تھے۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جبکہ کسی گمنام شخص کی طرف سے سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے نام پر ایک پوسٹر "قادیانی دجل" ہماری نظر سے گذرا جس میں اس گمنام مشتہر نے ہمارے اس سراپا حق بے ضرر پوسٹر کی تردید نہ کر سکنے پر خواہ مخواہ سب وشتم سے کام لے کر اپنی جگردوزی اور دلسوزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس پوسٹر کا جواب سوائے دشنام دہی کے اور کچھ نہیں۔ اس پوسٹر کے ... وہ ... نام ... لعینی

"قادیانی دجل" اور دوسرے انداز تحریر سے یہ یقین کر لینے کے لئے کافی وجوہ ہیں کہ اس کا شائع کنندہ کوئی ——— احمدی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ احمدی خواہ کسی رنگ کا بھی کیوں نہ ہو وہ قادیان کی عظمت ضرور کچھ نہ کچھ دل میں رکھتا ہے بلکہ یہ کسی چھپے دشمن سلسلہ احمدیہ کا لکھا ہوا یقین کر کے ہم اس کے مشتہر کو گمنام سکرٹری اشاعت اسلام تصور کرتے ہیں مگر اس کی دلاورانہ دھوکہ دہی پر کہ گویا ہمارے اس پوسٹر میں احمدی فریق لاہور کے صحیح عقائد کے متعلق جو حوالجات اور عبارات درج کی گئی ہیں " وہ غلط طور پر ان بزرگوں کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔ حالانکہ انہوں نے کبھی نہیں لکھیں" ہم اپنا اخلاقی اور مذہبی فرض سمجھتے ہیں کہ اس مستور مشتہر کی بے باکانہ غلط بیانی کو اظہر من الشمس کرنے کے لئے علی الاعلان کردیں کہ اس مفروضہ سکرٹری اشاعت اسلام کا قبلہ مولوی محمد علی صاحب و ممبران احمدیہ اشاعت اسلام پر خطرناک افترا اور بہتان ہے۔ اور روز روشن میں سیاہ جھوٹ کا ارتکاب ہے۔ سچ ہے ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ہم بفضلہ تعالیٰ ہر میدان میں نہ صرف ان پیش کردہ چند عبارات کا بلکہ ان جیسی سیکڑوں عبارات کا بیّن اور واضح ثبوت بقید کتاب، رسالہ، اخبار وصفحات اور سطور دینے کیلئے اسی تجویز فیصلہ کے مطابق تیار ہیں جو پہلے پوسٹر میں پیش کی جا چکی ہے کہ بارہ منصف مقرر کئے جائیں۔ ہماری طرف سے دو منصف ہوں ایک حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب، دوسرے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، باقی تین ہندو تین عیسائی، دو منصف دوسرے مسلمانوں میں اور دو بزرگ جماعت احمدیہ متعلقہ قادیان میں سے، ان بارہ عدد منصفوں کے بنچ کے روبرو لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کی مسجد میں یہ فیصلہ کن مناظرہ منعقد کیا جائے فریقین کے سامعین مساوی تعداد میں ہوں۔ بصورت شکست پچاس روپے کی مٹھائی اسی وقت حاضرین جلسہ میں تقسیم کرانی ہوگی۔ اور اگر وہ نام نہاد مشتہر سکرٹری اس فیصلہ کن مناظرے کیلئے بھی میدان میں نکلنے کی جرأت نہیں کر سکتا تو پھر وہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ممبران اشاعت اسلام لاہور کو کسی طرح مجبور کر کے ہمارے خلاف دھوکہ دہی کی نالش دائر کرا دے اور اگر وہ دونوں فیصلہ کن تجویزوں پر عمل پیرا نہ ہو سکے تو پھر اس نام نہاد سکرٹری اشاعت اسلام کو خوف الٰہی سے کام لے کر اپنی کذب بیانی اور افترا پردازی سے توبہ کرنی چاہیئے کیونکہ :-

حضرت مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام تو صاف طور پر بغیر کسی ظلی بروزی تشریح کے بیان فرماتے ہیں :-

(۱) "حضرت مرزا صاحب کو انبیاء سابقین کے معیار پر پرکھو"

(ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۴)

(۲) "حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں"۔

(ریویو جلد ۴ صفحہ ۱۶۴ و ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۴)

(۳) "حضرت مرزا صاحب نبی آخر الزمان و پیغمبر آخر الزمان ہیں"۔ (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۱ و ۹۰ و ۲۱)

(۴) "جب ہم کسی کو مدعی نبوت کہیں گے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ صرف نبوت کا مدعی یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی ہے"

(النبوة فی الاسلام صفحہ ۲۸۸)

(۵) "حضرت مرزا صاحب کو منہاج نبوت پر پرکھو"۔

(ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۴)

(۶) "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں"۔ (ریویو جلد ۹ صفحہ ۹۶)

اب یہ مسلّم امر ہے کہ انبیاء سابقین حقیقی نبی تھے نہ کہ مجازی۔ پس جبکہ قبلہ محمد علی صاحب حضرت مرزا صاحب کو حقیقی انبیاء کے معیار پر پرکھنے کیلئے اعلان فرما رہے ہیں تو نتیجہ صاف ہے کہ :-

مولانا محمد علی صاحب موصوف حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی تسلیم فرماتے ہیں!

پس یہ کون صاحب ہیں جو سکرٹری اشاعت اسلام کے جامہ میں مفت کے وکیل اور چست گواہ بن کر مجازی اور حقیقی وغیرہ کے لاینحل معموں میں پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ ابھی پر بس نہیں بلکہ جناب مولوی محمد علی صاحب موصوف تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

ایک نبی کے آنے کی پیشگوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذکر بھی فرماتے ہیں کہ:- آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں (صحابہؓ میں مرتب) شامل نہیں ہوئی۔ ان میں بھی اسیطرح نبی مبعوث ہوگا (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶)

اور اگر مولانا محمد علی صاحب موصوف حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی نہ مانتے تو پھر

چالیس کروڑ مسلمانوں کو یہودی حیثیت میں

قرار دیتے ہوئے کیوں فرماتے کہ:-

"The Ahmadia movement stands in the same relation in which Christianity stood to Judaism."

ترجمہ:- سلسلہ احمدیہ اسلام سے وہی تعلق رکھتا ہے جو کہ عیسائیت کو **یہودیت** کے ساتھ تھا (ریویو جلد ۸ صفحہ ۱۲۳) اس کے علاوہ احمدیہ اشاعت اسلام کا سرکاری اور واحد آرگن **پیغام صلح** میں یہ فتویٰ واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ "جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے وہ گویا آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہے"۔ (پیغام صلح ۱۱ر اپریل ۱۹۳۳ء)

پھر کل ممبران انجمن اشاعت اسلام جن کی سرپرستی اور کارکنی اور اعانت میں پیغام صلح نکلتا ہے ان سب کی طرف سے دو مرتبہ نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں یہ اعلان کئے گئے:-

"ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے **سچے رسول** تھے اور آج آپ کی (حضرت مرزا صاحب کی مرتب) متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے"۔ (پیغام صلح ۷ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

پھر دوبارہ اعلان کیا گیا۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں پیغام صلح سے تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کو اس زمانہ کا **نبی، رسول** اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ (بلفظہ پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۶ء)

خدا کی قسم! ہم سخت حیران ہیں کہ اتنے واضح اور کھلے اور عام فہم الفاظ میں بیان کردہ حوالجات کی موجودگی میں کس طرح کوئی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت کی حیثیت سے انکار کرنے کی دلیری کر سکتا ہے؟ اس لئے ہمیں کامل یقین ہے کہ یہ کوئی دربردہ غیر احمدی ہے۔ ورنہ اگر احمدی ہوتا تو حضرت مرزا صاحب کے نام کے ساتھ مندرجہ بالا اعلانوں کی علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتا نہ کہ رحمۃ اللہ علیہ۔ پس اگر اس گمنام مشتہر میں ہمت و جرأت ہے تو ہمارے چیلنج کو منظور کرے۔ علاوہ ازیں احمدی فریق لاہور کا عملی پہلو بھی اس اقرار بالقلم کے بالکل مطابق ہے کہ **جناب مولوی محمد علی اور ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے** ورنہ وہ ان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے یا کم از کم نماز جمعہ یا نماز عید ہی شاہی مسجد میں جملہ مسلمانوں کی معیت میں ادا کر کے وحدت قومی کا عملی نمونہ دکھاتے۔ مزید برآں **احمدی فریق لاہور مسلمانوں کی نماز جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوتے**۔ عام مسلمانوں کا نہ سہی کم از کم مشہور بزرگ ہستیوں کا جنازہ تو ضرور ہی پڑھ لینا چاہئے تھا۔ اور گاہ بگاہ اخبار پیغام صلح میں مسلمانوں کے جنازے کے اعلانات نکلتے رہتے۔ جیسا کہ اپنے چھوٹے موٹے رفیقوں کے جنازوں کا اعلان پیغام صلح میں کیا جاتا ہے مگر آج پورے بائیس سال گزر رہے ہیں کہ کسی غیر احمدی مسلمان کے جنازہ کا اعلان اخبار میں شائع نہیں کیا گیا بمثال کے طور پر ہم اس مفروضہ سکرٹری اشاعت اسلام لاہور سے دریافت کرتے ہیں کہ چند سال ہوئے کہ:-

(۱) **مشہور عام و خاص غازی علم الدین شہید کا جنازہ** مسلمانوں کے تقریباً تمام فرقوں کے ہزارہا مسلمانوں نے پڑھا مگر اس کے جنازہ میں قبلہ حضرت مولانا محمد علی صاحب پریذیڈنٹ و ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کیوں شریک نہ ہوئے؟ اور پھر پیغام صلح میں غازی موصوف کے متعلق کیوں اعلان نہ کیا گیا؟ پھر تھوڑا عرصہ گزرتا ہے کہ لاہور کے مشہور و معروف خادم قوم

(۲) **حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام** کی وفات حسرت آیات ہوئی۔ مگر ان کے جنازہ میں احمدیہ بلڈنگ کا کوئی بزرگ یا خورد شریک نہ ہوا اور نہ ہی پیغام صلح میں ان کے جنازہ کے متعلق اعلان کیا گیا۔ ابھی تازہ واقعہ لاہور کے ایک موقر اور معزز نواب **محمد علی خان** صاحب قزلباش رئیس اعظم کی وفات حسرت آیات کا ہے۔ ان کے جنازہ میں بھی احمدیہ اشاعت اسلام کا کوئی بزرگ اور ممبر شریک نہ ہوا اور نہ ہی ان کے جنازے کے متعلق اخبار میں اعلان کیا گیا کہ تا ان کیلئے جنازہ غائب ہر جگہ پڑھا جاتا۔ اس قسم کی بیسیوں مثالیں اور دی جا سکتی ہیں۔ پس جب ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام **دوسرے مسلمانوں کے نہ جنازہ میں شریک ہوتے ہیں نہ نمازوں میں شامل ہوتے ہیں**۔ محض اس لئے کہ ان کے نزدیک چالیس **کروڑ مسلمان یہودی حیثیت میں ہیں**۔ پس ہمارے پہلے پُر حقیقت پوسٹر کے حقائق سے صرف اتنا کہکر یہ بیالا ٹالا نہیں جا سکتا کہ یہ پوسٹر کسی کتب فروش کی طرف سے ہے۔ فرض کر لو کتب فروش کی طرف سے ہی سہی، ضمیر فروش کی طرف سے تو نہیں۔ کیا کتب فروش کی طرف سے ہونے سے پوسٹر کی حیثیت میں کوئی فرق آ سکتا ہے؟ مگر عقلمند لوگ ما قیل دیکھا کرتے ہیں من قال نہیں دیکھتے۔ مگر اب تو کتب فروشی ایک اعلیٰ اور باعزت پیشہ سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ہماری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے پریذیڈنٹ حضرت مولانا محمد علی صاحب کا ذریعہ معاش بھی صرف کتب فروشی ہی ظاہر کیا جاتا ہے لہٰذا اس گمنام سکرٹری صاحب کو چاہئے کہ بجائے ان اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آنے کے ہمارے متذکرہ فیصلہ کن مناظرے کے چیلنج کو فوراً منظور کر کے احمدی فریق

لاہور دیکھئے صفحہ ۱۵

۱- مولوی **محمد علی** (پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور) ۲- خانصاحب **محمد منظور الٰہی** (سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور) ۳- خانصاحب ڈاکٹر سید **محمد حسین** (ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر) ۴- مولوی صدر الدین (بی اے بی ٹی) ۵- ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** (ایل ایم ایس) ۶- **یعقوب خان** (بی اے بی ٹی ایڈیٹر لائٹ) ۷- سید **غلام مصطفٰے** (ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول) ۸- **محمد دین جان** (بی۔ اے ایل ایل بی) ۹- (ڈاکٹر) سید **طفیل حسین** (اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر) ۱۰- **عزیز بخش** (بی اے گورنمنٹ پنشنر) ۱۱- ڈاکٹر **غلام محمد** (ایم بی بی ایس) ممبران احمدیہ اشاعت اسلام لاہور وغیرہم۔

مرتبہ فخر ملتانی پبلشر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتوحاتِ اسلامیہ کے اسباب

ایران و روم کی وسیع الحدود اور مستحکم سلطنتوں کے فتح کرنے اور ان کے عالی جاہ فرمانرواؤں کسریٰ و قیصر کے مغلوب کرنے سے عربوں کو جو عظیم الشان کامیابی ہوئی اور اسلامی حکومت کا پھریرا مشرق سے مغرب تک لہرانے لگا مورخین نے اس کے اسباب پر بڑی طولانی بحثیں کی ہیں کیونکہ ان دنوں یہ دونوں مملکتیں روئے زمین کی نامور سلطنتوں میں شمار ہوتی تھیں۔ اور ان کے فرمانروا اولوالعزمی و کشورکشائی میں شہرۂ آفاق تھے۔ ان کے پاس عمدہ قسم کا سامان، بیشمار آزمودہ سپاہی، بڑے بڑے مستحکم قلعے، اور مال و دولت سے بھرے ہوئے خزانے موجود تھے ان کے مقابلہ میں اہل عرب قلیل التعداد اور فنون جنگ سے ناواقف تھے نہ ان کے پاس عمدہ قسم کا سامان جنگ تھا اور نہ ان چیزوں کے بہم پہنچانے میں مال و دولت مساعد تھی۔ جن مملکتوں پر انہوں نے حملہ کیا، اُن کے حالات سے بھی ان کو واقفیت نہ تھی اور نہ ان کا وہاں پر کوئی مددگار تھا اور سب سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے فتح کرنے میں انہیں دس پندرہ برس سے زیادہ وقت خرچ کرنا نہیں پڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ انہیں یہ کامیابی کیونکر حاصل ہوئی۔

یورپین مورخوں نے عربوں کی اس کامیابی کا بڑا سبب ایران اور روم کا وہ ضعف قرار دیا ہے جو ظہور اسلام سے تھوڑے دن پیشتر باہمی لڑائیوں کے باعث اس میں پیدا ہوگیا تھا۔ ایرانی امراء کی اندرونی سازشوں اور رومی عیسائیوں کے مذہبی اختلافات سے جو برہمی نظام سلطنت میں واقع ہوئی اس کو اس ضعف کی مزید ترقی کا باعث بیان کیا ہے اگرچہ ان واقعات کی اصلیت سے انکار نہیں ہوسکتا اور ان کی تاثیر بھی ایک حد تک، ماننے کے لائق ہے مگر ان کا جو اثر ہوسکتا تھا وہ صرف اس قدر تھا کہ یہ سلطنتیں کسی طاقتور سلطنت کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ جائیں نہ یہ کہ عرب کے صحرانشینوں کی مدافعت بھی ان کی نظروں میں کچھ اہمیت رکھتی ہو جو لباس، خوراک، فوجی جمعیت، سامان جنگ اور مال و دولت میں ان کے سامنے ناچیز ہوں اور ابھی تھوڑے دنوں پہلے ان کی عظمت کو مانتے اور ان کی ہیبت سے متاثر ہوتے ہوں۔

عربوں کی تاریخ پڑھنے اور ان کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بدو اسلام میں ایرانیوں اور رومیوں کے مقابلہ پر جو چیز عربوں کی جرأت کا باعث ہوئی اور جس نے کامیابی کا سہرا ان کے سروں پر باندھا وہ دراصل اسلامی اتحاد کی برقی طاقت تھی۔ اس طاقت نے عربوں کی پہلی حالت بدل کر ان میں نئی روح پھونکدی۔ ان کے متفرق قبیلوں کی ایک متحد جماعت بنادی۔ مواخات اسلامی کے روابط سے ایک جان ہزار قالب کا مصداق ان کو کر دکھایا اور یہ عقیدہ ان کی استقامت کا باعث ہوا کہ وہ دنیا کو اعلائے کلمۃ اللہ کے واسطے فتح کرتے ہیں جو ان سے مرجائے وہ شہید ہے اور عقبیٰ میں اس کے واسطے لازوال نعمتیں موجود ہیں۔ یہی زبردست عقیدہ تھا جو اس دشوار گذار مرحلے کے طے کرنے میں عربوں کی جرأت کا باعث ہوا ورنہ کیا وجہ ہے کہ اسلام سے پیشتر عربوں کو ایسی کامیابی حاصل کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔ بات یہ ہے کہ جب توفیق الٰہی کسی کام میں انسان کی مددگار ہو تو کامیابی کی امید پر جان و مال کو خطرہ میں ڈالنا اس کے لئے بہت آسان ہوجاتا ہے اتحاد کا مسئلہ جو سب سے اہم تھا اس کی بنیاد رسول کریمؐ نے ہجرت کے پہلے سال مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ میں باہمی مواخات سے قائم کی۔ دونوں فریق کے یکجائی قیام سے بعد نسل اور ان کے میل ملاپ سے آبائی تفاخر زائل ہوگیا تھا۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت سے یہ روابط مستحکم ہوگئے تھے۔ خلفائے راشدین اور اُن کے امراء باہمی اتحاد کے فوائد بیان کرتے اور زمانہ جاہلیت میں آپس کے تفرقہ سے جو نقصان ان کے آباؤ اجداد کو پہنچے تھے ان کو یاد دلاکر ان کے ترک کرنے اور یکزباں ہونے پر توجہ دلاتے تھے۔ ان امور سے سررشتہ اتحاد کے استحکام اور فرمانبرداری کا جو سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس کے فوائد مخفی نہیں۔

صدق عقیدت اور خلوص نیت کی نسبت عربوں کا یہ دعویٰ کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں صرف عقبیٰ کے واسطے کرتے ہیں اس میں دنیاوی اغراض کا کچھ دخل نہیں۔ ان کے تمام اقوال و افعال سے مختلف لڑائیوں کے دوران میں ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ مغیرہ بن شعبہ نے جو تقریر قادسیہ کے میدان جنگ میں ایران کے سپہ سالار رستم سے کی تھی وہ اس کی پوری مؤید ہے۔ رستم نے کہا۔ "جو کچھ تم مانگتے ہو اسی میں تم مرجاؤ گے"۔ مغیرہ نے جواب دیا۔ "نہیں ہم میں سے جو مریگا، وہ بہشت میں جائیگا اور جو تم سے مریگا وہ دوزخ میں۔ جو ہم سے بچ رہا وہ تمہارے پسماندوں پر غالب آئیگا"۔ اسی قسم کی وہ تقریر تھی جو محاربات مصر میں عبادہ بن صامت اور مقوقس کے درمیان ہوئی تھی۔ مقوقس نے رومیوں کی جمعیت سے ڈرا کر کہا کہ عرب کبھی اس پر غالب نہیں آسکیں گے۔ عبادہ نے جواب دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی اس جمعیت پر نازاں نہ ہوں، رومیوں کی قوت اور کثرت تعداد سے جو تم ہمیں ڈراتے ہو اور تمہارا جو خیال ہے کہ ہم اُن پر کبھی غالب نہ ہوسکیں گے۔ تو یہ سمجھ لو کہ ہمیں ان کی جمعیت کا کچھ ڈر نہیں اور نہ اس سے ہمیں کوئی شکستگی خاطر ہوسکتی ہے اگر فی الحقیقت ایسا ہی معاملہ ہے جو تم بیان کرتے ہو، تو قسم بخدا یہ امر ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے پر اور بھی ترغیب و تحریص دلاتا ہے، اگر ہم مارے گئے تو ہمارا عذر خدا کے حضور میں بہت زیادہ قابل قبول ہوگا اور ہمیں خدا کی خوشنودی اور بہشت حاصل ہوگا اور اس حالت میں دو نیکیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور مل رہیگی۔ اگر تم پر فتح پائی تو ہمیں دنیا کا مال حاصل ہوگا۔ اور اگر تم غالب ہوئے تو ہمیں عقبیٰ کی بہتری نصیب ہوگی۔ غرض کوشش کے بعد ان دونوں میں سے جو حاصل ہو وہ ہمارے لئے بہت پسندیدہ ہے۔ ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو صبح و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شام یہ دعا نہ مانگتا ہو کہ اللہ اسکو شہادت نصیب کرے اور اس کو اپنے گاؤں اور وطن اور اہل وعیال کی طرف واپس نہ لیجائے۔ ہم میں سے کسی کو پسماندہ چیزوں کا خیال نہیں۔ ہم نے اہل وعیال کو خدا کے سپرد کیا ہے ہمیں جو فکر ہے وہ صرف آئندہ کا ہے۔ تمہارا جو خیال معاش کی تنگی اور عسیر الحال کی نسبت ہے تو ہم بلاشبہ اچھی حالت میں ہیں۔ اگر ہمیں دنیا کی کل دولت مل جائے تو پھر بھی ہمیں اپنی ذات کیلئے اس سے زیادہ کچھ مطلوب نہ ہوگا۔ جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔

اسلامی تاریخ میں اس قسم کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور ایسا ہی ہوا ہے کہ ہر ایک مسلمان نے اپنے مشرک باپ اور بھائی سے جنگ کی۔ اور مذہبی حمایت کے مقابلہ میں نسبی رشتہ کی کچھ پروا نہ کی۔ اس خیال کی تائید دیگر مذاہب سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص دینی کام کیواسطے کوئی خطرہ برداشت کرے تو وہ ہلاک نہیں سمجھا جائیگا۔ شام، عراق اور مصر کی سرسبزی اور کثرت پیداوار بھی عربوں کو ان ملکوں پر حملہ کرنے کا باعث ہوئی تھی۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ان کا اپنا ملک ریگستان و بیابان تھا اور دینی تحریک کے بعد عرب کا میدان ان کی ضروریات اور بلند حوصلگی کے واسطے ناکافی تھا۔ اس تمہید کے بعد ہمیں ان امور کی تفصیل لکھنی مناسب معلوم ہوتی ہے جو ملکی فتوحات میں عربوں کے معاون ہوئے۔

چستی اور سبکساری۔ عرب لوگ صحرانشین تھے اور تکلیف برداشت کرنے کے عادی ہو رہے تھے۔ بھوک پیاس کی انہیں کچھ پرواہ نہ تھی۔ جب کوئی شخص لڑائی پر جاتا ایسا سامان ہمراہ نہیں لیجاتا جو اس کے یا اس کی سواری کے لئے بوجھ ہو۔ کھانا لے جانے کی بھی اس کو ضرورت نہ ہوتی تھی۔ راستہ میں جو کچھ ہاتھ آجاتا۔ اسی پر گذارہ کر لیتا تھا۔ اُن کی کامیابی میں اونٹ بہت بڑی تعریف کا مستحق ہے وہ عربوں کے واسطے فائدہ مند تھا، جیسے گھوڑے، چوپائے چھکڑے رومیوں کے کارآمد ہوتے تھے۔ عرب اونٹ پر سوار ہوتے اور اپنا اسباب بھی لاد لیتے تھے، اسی کے دودھ سے گذارہ کرتے اور دھوپ کے وقت اس کے سایہ میں آرام کر لیتے تھے۔ جس کے پیٹ بھرنے کو جنگل کی ہری سوکھی گھاس کافی ہوتی جو کئی روز تک بھوک پیاس کی برداشت کر لیتا۔ لیکن رومیوں کی حالت اس کے برعکس تھی۔ وہ سامان اور کھانے پینے کے ذخیروں کے بغیر میدان جنگ میں نہیں جا سکتے تھے جن کی باربرداری کے واسطے چھکڑے چوپائے اور ان کا چارہ درکار ہوتا تھا۔

ہمیں یہ واقعات انگریزوں کے حملے دریائے نیل سے بخوبی یاد آجاتے ہیں جو انھوں نے سوڈانی عربوں پر گارڈن پاشا کو خرطوم سے چھڑانے کے واسطے ۱۸۸۴ء میں کیا تھا۔ اس موقعہ پر انگریزی فوج آگے قدم نہیں بڑھا سکتی تھی۔ جب تک بسکٹ، ولایتی گوشت، شکر، چائے، کافی، خیمے، دیگر سامان اور گھوڑوں کا دانہ گھاس ان کے ہمراہ نہ ہوتا، جس کیلئے بہت سی باربرداری درکار ہوتی تھی اس مہم میں امدادی فوج کے کل پندرہ سو آدمی تھے مگر ان کے ساتھ چار ہزار اونٹ، شتربان اور شاگرد پیشہ بھی تھے جو اس فوج کی زیرباری کے باعث تھے۔ لیکن ایک سوڈانی کو سوکھی جوار کا ایک تھیلا ان سب چیزوں سے بے پرواہ کر دیتا۔ جس کو وہ بغل میں دبا کر روانہ ہو لیتا تھا۔

قضاء وقدر پر اعتماد۔ عربوں کے دلوں میں یہ عقیدہ بہت پختگی سے جما ہوا تھا کہ انسان وقت مقررہ سے پہلے نہیں مرتا۔ اگرچہ تلواروں کی چمک کے نیچے ہو، مگر جب اس کی اجل (وقت مقررہ) آجاوے تو موت سے اُسے کسی طرح مخلصی نہیں۔ اگرچہ بستر پر لیٹا ہوا ہو، اور یہی اعتقاد مشہور لڑائیوں میں مسلمانوں کی اظہار شجاعت کا باعث ہوا۔

تیراندازی اور سواری کی مہارت۔ یہ لوگ تیراندازی اور سواری میں ایرانیوں اور رومیوں کی نسبت زیادہ ماہر تھے۔ ان کے گھوڑے بھی ان دونوں کی سلطنتوں کے مقابلہ میں زیادہ عمدہ نسل کے تھے۔ ان کی بیشتر لڑائیاں ایک آدمی کے باہمی مقابلہ پر منحصر ہوتی تھیں جس کا ان دنوں میں رواج تھا۔ ہر فریق اپنی فوج سے ایک ایک سوار منتخب کرتا اور یہ دونوں میدان جنگ میں جاکر لڑتے تھے۔ ان میں جو غالب ہوتا تھا۔ اس کا فریق جیت جاتا تھا۔ عرب لوگ ایسی ہاتھوں ہاتھ لڑائی میں اکثر غالب رہتے تھے۔ اور ان کی فتحیابی عموماً یا تو اس قسم کے مقابلہ میں غالب رہنے پر ہوتی تھی۔ یا تیراندازی پر جبکہ فریق مخالف کا سپہ سالار کاری زخم لگنے سے بیکار ہو جاتا اور اس سے اس کی فوج میں بھگدڑ پڑ جاتی۔

شروع اسلام میں فتحمند بہادروں کا کثرت سے موجود ہونا

ابتدائے اسلام میں عرب کے اندر ایسے ممتاز بہادر موجود تھے۔ جیسے نپولین بونا پارٹ کے عہد میں جس کے ہم پلہ لوگ فرانس میں پھر کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ ان بہادروں کا ملک فرانس کی مشہور بغاوت کے بعد جمع ہونا عرب کے ان بہادروں سے بہت کچھ مشابہت رکھتا تھا۔ جو ابتدائے اسلام میں اصحاب الفیل کے واقعہ کے بعد پیدا ہوئے تھے، جس سے حبشیوں نے کعبہ پر چڑھائی کرکے باشندگان عرب میں ہل چل برپا کردی، اور اس دھمکی سے ان کی مخفی قوتوں کو ظاہر کیا تھا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ اس قسم کے حوادث عظیمہ کے بعد عموماً ایک تحریک پیدا ہوتی ہے جس سے قوم کی خوبیاں اور قوتیں نمودار ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے عربوں کی تقدیر میں کامیابی لکھی ہوئی تھی۔ پس ان کو دنیا کے ایسے برگزیدہ اشخاص سے خصوصیت عطا کی۔ جو میدان جنگ۔ تدبیر ملکداری۔ زیرکی اور دانشمندی میں مشہور خلائق تھے ان میں سے خالد بن سعید۔ ابو عبیدہ جراح۔ سعد بن ابی وقاص۔ یزید بن ابی سفیان۔ حمزہ بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب بہادری اور سپہ سالاری میں نامور تھے عمرو ابن عاص۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن ابیہ کو فرزانگی اور تدبیر ملکی میں شہرت تھی۔ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ دور اندیشی۔ پرہیزگاری اور اولوالعزمی میں مشہور تھے۔

ایسے لوگوں کا اسلام میں ظاہر ہونا اسلام کے جلد کامیاب ہونے کے اسباب عظیمہ میں سے تھا اور اس امر کو مسلمان بھی اچھی طرح جانتے تھے۔ یہانتک کہ خود رسول کریمؐ نے ابتدائے ظہور دعوت اسلام میں ایک مرتبہ حضرت حمزہ اور ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے اسلام کے واسطے جناب الٰہی میں اس طرح دعا کی:۔

اللّٰھم اید الاسلام بحمزۃ ابن عبد المطلب

اللّٰھم اید الاسلام بعمر ابن الخطاب و

جابی الحکم ابن ھشام۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عمر رضؓ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے تو آپ نے فرمایا۔ قد تاید الاسلام بحمزۃ و عمر۔ حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت علی رضؓ عمرو ابن عاص معاویہ ابن ابی سفیان اور خالد بن ولید اس جاہ و جلال کے لوگ تھے۔ کہ اگر اس زمانہ میں پیدا ہوتے تو دنیا کے ان بے نظیر اور عظیم الشان اشخاص میں شمار کئے جاتے۔ جن کی عظمت اور جلالت کو تہذیب یافتہ دُنیا بطور ضرب المثل کے بیان کرتی۔ جیسے یوروپ میں بونا پارٹ۔ کرامویل۔ پرنس بسمارک اور گلیڈسٹون کی ناموری اور شہرت زبان زد خلائق ہے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنتوں میں جو اولوالعزم مسلمان پیدا ہوئے انہیں کون نہیں جانتا۔

صبر اور بُردباری ۔ جنگ مؤتہ میں جو نقصان مسلمانوں کو ہوا۔ عرب اس سے سمجھ گئے تھے کہ رومیوں کی قوت اور کثرت کا کیا اندازہ ہے۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ رومیوں کا مقابلہ عرب کے صحرا نشینوں کی لڑائی سے بالکل جداگانہ ہے۔ اُنہوں نے یہ حالات معلوم کرنے کے بعد صبر اور بُردباری پر اپنی لڑائیوں کا مدار رکھا اور وجہ یہ ہے کہ خورو نوش کی عادات کے لحاظ سے جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں، ان کے لئے صبر نہایت آسان کام تھا، جب ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہتا تو لوٹ مار کو آمادہ ہو جاتے۔ چوپائے اور غلہ وغیرہ جو کچھ مل جاتا۔ اس پر گذارہ کر لیتے تھے۔ چنانچہ شام اور عراق پر ان کے حملے فتح کی نسبت لوٹ مار سے زیادہ مشابہ تھے۔ بلکہ اکثر فتوحات میں ان کا یہی قاعدہ تھا کہ جس شہر کو فتح کرنا چاہتے اس کی طرف اپنی ایک جماعت لوٹ مار کی غرض سے روانہ کر دیتے اور بظاہر اس کی فتح کے خواہاں نہیں ہوتے تھے شہر کے گرد منڈلاتے پھرتے تھے، ان سے لڑتے اور غارت گری بھی کرتے، یہاں تک کہ انجام کار اُنہیں فتح کرنے کا موقعہ مل جاتا، اور وہ اس کو غنیمت سمجھتے تھے، یہی عمل ان کا اکثر فتوحات آغاز اسلام اور زمانہ بعد میں رہا۔ موسیٰ بن نصیر نے سنہ ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں جب طارق بن زیاد کو سواحل ہسپانیہ پر بھیجا تو اُسے غازی کے طور پر بھیجا تھا نہ کہ فاتح بنا کر۔ لیکن اتفاق سے ایسے اسباب پیش آ گئے جو فتح میں اس کے معاون ہوئے۔ جیسے عربوں کو شام کے فتوحات میں مساعد ہوئے تھے۔ طارق کے اندلس پہنچنے کی خبر جب موسیٰ کو ملی تو نہایت متعجب ہوا اور یہ امر بھی اس کو ناگوار گذرا کہ میں ہی اس ملک کا فاتح کیوں نہ ہوا اور اسی خیال سے طارق کو وہاں رُک جانے کی اطلاع بھیجی۔ اس سے پیشتر افریقہ اور اس کے ممالک متصلہ اسی طریق سے عربوں نے فتح کئے تھے۔

قومی محبت ۔ ابتدائے اسلام نے عرب ہی میں تحریک پیدا کی تھی۔ اور اس وقت کے مسلمان کلھم عرب تھے، یہاں تک کہ دونوں لفظ بطور مرادف کے استعمال ہونے لگے، لفظ عرب سے مسلمان اور مسلمان سے عرب مراد ہوتی تھی۔ عرب لوگ قبول اسلام کے واسطے اوروں کی نسبت زیادہ قریب تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کو اور لوگوں پر اسلامی فخر کی خصوصیت حاصل ہو گئی تھی۔ یہ امر خلائق کے ذہنوں میں اس وقت زیادہ جم گیا، جب کہ حضرت عمر رضؓ نے مسلمانوں کے سوا باقی سب کو ملک عرب سے نکالنے کا حکم جاری کیا۔ غیر مسلم عرب سے نکل گئے اور عرب کے کل باشندے مسلمان رہ گئے۔ اور اب بھی وہاں مسلمانوں ہی کی آبادی ہے۔

مسلمانوں نے شام اور عراق کے شہروں پر براہ راست فوج کشی نہیں کی۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک ان دونوں صوبوں کے گردونواح میں جو صحرا کے متصل تھا لڑائی اور غارتگری کرتے رہے۔ اس صحرا کے باشندے بھی ان کی طرح عرب تھے۔ جن میں سے بنی غسان سرحد شام کے موضع بصریٰ میں رہتے اور قیصر روم کی طرف سے گورنر تھے اور بنی منذر سرحد عراق کے موضع حیرہ میں سکونت پذیر اور کسرائے ایران کی طرف سے عامل تھے۔ ان عربوں کو رومیوں اور ایرانیوں سے محبت تھی۔ بلکہ وہ بامر مجبوری ان دونوں سلطنتوں کی اطاعت کرتے تھے۔ خصوصاً مناذرہ اور ایرانیوں میں تو نعمان بن منذر کے قتل ہونے کے بعد سخت عداوت ہو گئی تھی۔ خسرو پرویز نے اس کو قتل کرایا تھا اور اس وجہ سے عربوں اور ایرانیوں میں ایک بڑا معرکہ ہوا جو حرب ذوقار کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور یہی وہ بڑا معرکہ ہے۔ جس میں عربوں نے عجمیوں سے اپنا بدلہ لیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس سنہ میں یہ لڑائی ہوئی اسی سنہ میں جنگ بدر ہوا تھا، اور عربوں کو ان دونوں میں کامیابی ہوئی تھی۔

مناذرہ اور ایرانیوں کے مابین یہ عداوت برابر جاری تھی کہ مسلمان ان کی سرزمین میں آ پہنچے اور خالد بن ولید نے اسلام، جزیہ، تلوار تین چیزیں پیش کر کے کہا یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دینا قبول کرو، نہیں تو تلوار فیصلہ کرے گی۔ اُنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اور خالد بن ولید نے اس معاہدہ پر صلح کر لی کہ سال بسال ایک رقم معینہ ادا کرتے رہیں گے، یہی صورت بصرہ اور شام کے گردونواح کے نصرانی عربوں اور نیز شام و عراق کے ان شہروں میں جو صحرا کے حدود پر مثل عین التمر اور ضدودار کے واقعہ ہیں عمل میں آئی تھی۔ انہی مقامات میں کندہ اور آیاد کی قومیں رہتی تھیں۔ بنی قلب اور دیگر قبائل جن کے ساتھ خالد بن ولید عراق سے شام کو آتا ہوا لڑا تھا۔ ان کا چشمہ قرار بھی اسی جگہ تھا۔ ان وجوہات کے باعث عرب لوگ دیگر قوموں کی نسبت اسلام کی مدد کرنے میں زیادہ اقرب تھے، اور کسقدر ایسے وجوہات بھی تھے۔ جو ہر ایک قبیلہ کے ساتھ خصوصیت رکھتے تھے، جیسے یمنی عربوں کو ایرانیوں سے ایک خاص قسم کا کینہ تھا جبکہ ایرانیوں نے یمن کو فتح کیا اور اسلام سے پیشتر اس پر حکمران رہے، گو اس وقت ان کا کوئی تعلق یمنوں سے نہ تھا۔ اور ان کی حکومت بحرین تک ہی محدود تھی۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگ شاہ ایران کے ماتحت الجزیرہ میں رہتے تھے، اور ایرانیوں کی تذلیل کی غرض سے مسلمان عربوں کے مددگار بن گئے۔ یہ عرب اور ان کے سوا شام کے اصلی باشندے اکثر اوقات مسلمانوں کو رومیوں کے مقابلہ میں مدد دیا کرتے تھے، تاکہ اُنہیں جزیہ سے مخلصی حاصل ہو، جیسا جراجمہ نے کوہ لکام میں کیا کیونکہ حبیب بن مسلمہ فہری نے جب اُن سے لڑائی کی تو یہ امن کے خواستگار ہوئے اور اس بات پر مصالحت قرار پائی کہ وہ کوہ لکام میں مسلمانوں کے مددگار رجاسوس اور میگزین کا کام دینگے اور اس کے عوض ان سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ ان کے شہر میں جسقدر سوداگر مزدور اور دیہات میں سی منظیوں کی رعایا تھی وہ سب اس صلح میں شامل ہو گئے اور رواذیف ان کا نام رکھا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد اسلام پر مسز سروجنی نائیڈو کی تقریر

اسلام کے حضور ہندو مذہب کا خراج تحسین

حضرات! آپ میری پست آواز کو معاف فرمائیں۔ اس کو کیا کروں کہ میں ایک عورت ہوں اور زنانہ آواز پائی ہے۔ آپ لوگوں کو میری اس جرأت پر حیرت ہوگی کہ میں ایک غیر مسلم عورت اور اسلام کے مقاصد عالیہ پر تقریر کرنے کھڑی ہوئی ہوں۔ دراصل میری یہ تقریر ایک خراج تحسین ہے جو میں اپنے مذہب (ہندو) کی طرف سے دین اسلام کی نذر کرتی ہوں۔

حضرات! مقاصد حیات اور راز ہستی کو مختلف اقوام نے مختلف عنوان سے حل اور تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ یونانیوں کی قومی خصوصیت تھی۔ علم و دانش رومیوں کی سیاست و سطوت، ایرانیوں کی شان و شوکت، ہندوؤں کے فلسفہ، اور تصوف اسلام کی خصوصیات کیا ہیں؟ شرق سے غرب تک پہاڑوں، ریگستانوں اور سمندروں میں اس کی فتوحات کا راز کیا ہے؟ دوسرے لفظوں میں اسلام کیا پیغام لے کر آیا ہے، اسلام دنیا کو اعلیٰ ترین قسم کی جمہوریت کا سبق پڑھانے آیا ہے۔ اسلام اس مساوات کی تعلیم دینے آیا ہے۔ کہ شاہ و گدا کی تمیز باقی نہ رہے۔ اس تعلیم کی بدولت اسلام کو تمام ادیان باطل سے ممتاز و ارفع و اعلیٰ رتبہ حاصل ہے خود ہمارا مذہب بھی انہی عام ادیان میں داخل ہے۔ جس نے خاص خاص ذاتوں کیلئے آزادی کو مخصوص کر رکھا ہے اور نیچ ذاتوں کو دائمی غلامی کا طوق پہنا رکھا ہے، عورتوں کو جو رتبہ اسلام نے بخشا۔ عورتوں کی نہ صرف ہستی بلکہ اہمیت تسلیم کی ہے۔ اور تمام شہری حقوق انہیں عطا کئے ہیں۔ اسلام کی جمہوریت اور حریت آج سبق لینے کے لائق ہے جمہوریت میں سیاسی معنوں میں نہیں کہتی، بلکہ عام معنوں میں بلاتخصیص۔ اسلام نے جب ہسپانیہ میں قدم رکھا تو ملکی عیسائیوں کو ان کے دماغی۔ مذہبی اور روحانی اثر سے محروم نہ کیا مفتوحین کو ہر قسم کی آزادی دی۔ عرب فوج یلغار کرتی ہوئی فرانس کے دروازے پر پہنچی تھی تو کیوں؟ کس لئے؟ فتح و ظفر، ملک و دولت کی غرض سے نہیں۔ ملک گیری اسلام کا عارضی مقصد رہا ہے۔ اس کا اصلی مقصد حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال ہے۔ آج کل ہم ملکی طاقت کیلئے مرتے ہیں علاقوں اور زمینوں کا رونا روتے ہیں۔ مگر اسلام کا مطمح نظر کوئی صوبہ یا خطہ نہ تھا۔ بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات تھا۔ مسلم داعی یہی دھن لے کر ملکوں ملکوں مارے پھرتے تھے کیا مسیحی مشنری ہندوستان میں صرف تبلیغ مذہب کا مقصد لیکر آتے ہیں؟ عربوں نے صرف ملک اور زمینیں فتح نہیں کیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔ انھوں نے قوموں کے لٹریچر اور خیالات کو متاثر کیا ہے۔ زبان فارسی کو اس قدر شیریں نازک اور لطیف اور خوبصورت کس نے بنایا؟ اسی آریائی اور سامی اختلاط اور امتزاج نے۔ انہیں عربوں کے فیضان نے فارسی کو حافظ و خسرو جیسے شعرا کی دولت بخشی۔ مسلمان بھائیو ہمارے وہم و خواب (فلسفہ) کو حقیقت کا جامہ تمہیں نے پہنایا اور ہمارے افکار و تخیلات خالیہ میں حرکت و جان تمہیں نے ڈالی آؤ ہم ناگوار تاریخی شکوہ و شکایت کو دلوں سے محو کر دیں، برائیاں بھلا دیں اور ان احسانات کو یاد کریں جو اسلام نے ہماری زبان اور ہمارے لٹریچر کے ساتھ کئے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان اردو بخشی ہے۔ جو ہندو و مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار ہے۔ ہندوستان کے جس حصے میں چلے جاؤ تم قومی اتحاد کی یہ یادگار کسی نہ کسی حالت میں ضرور پاؤ گے۔

یہ پین اسلامزم (عالمگیر اسلامی اتحاد) کیا ہے؟ میں یہ لفظ سیاسی معنوں میں استعمال نہیں کرتی بلکہ معاشرتی اور جماعتی مفہوم میں یہ وہ عنصر ہے۔ جو اسلامی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ انگلستان جاؤ تو دیکھو گے کہ ہندی۔ مصری۔ شامی۔ رومی، ترک۔ بربری۔ طرابلسی۔ مراکشی۔ تاتاری۔ ایرانی اور چینی غرض مختلف الالوان اقوام مختلف حصص عالم کے باشندے ایک مشترک رشتے میں محکم بند ہیں۔ اس اخوت و اتحاد مذہبی نے اسلام کی روح برقرار رکھی ہے۔ یہ وہ زندگی ہے۔ جسے کبھی موت نہیں۔ یوروپ کو جس بین الاقوامی اتحاد کی ضرورت آج محسوس ہو رہی ہے۔ اس کا فیصلہ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول عربی (صلعم) نے فرمایا ہے۔ اور وہ عالمگیر اتحاد کی بنیاد ڈال گئے ہیں۔ حج کیا ہے؟ یہ وہ سفر ہے۔ جس کی منزل مقصود سے زیادہ اہم اس کی راہ ہے۔ بقول راسخ عظیم آبادی

ع کعبہ کہتے ہیں جسے وہ راہ ہے منزل نہیں

حج سے مقصود ہے مسلمانان عالم کے تعلقات باہمی کا قیام تبادلہ خیالات، خلا ملا، اتحاد، اخوت۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے یہ معنی نہیں کہ کعبہ میں خدا بیٹھا ہے۔ بلکہ اس سے تم سب کو ایک مرکز پر مجتمع و متوجہ رکھنا مقصود ہے۔

روزہ کا راز کیا ہے؟ خدا کی ذات بھوک اور غذا سے پاک ہے۔ اسے کسی کے بھوکے رہنے سے کوئی مزہ نہیں آتا بلکہ مدعا یہ ہے کہ بندے ایک مدت کے لئے اپنے مالک کی یاد اور اس کے جمال و کمال کے احسان میں خود کو ایسا مٹا دیں کہ وہ بھوک و پیاس کو بھی بھول جائیں۔

زکوٰۃ اور صدقہ کی غایت کیا ہے؟ تمہیں احسان و کرم کی تربیت کر کے روحانی مسرت بخشنا! وہ خالص مسرت اور لذت جو مالی قربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مسرت اس قدر لطیف جذبہ ہے جس کا تعلق صرف حس سے ہے۔ جسے آپ سب جانتے ہیں اور لفظوں میں ادا نہیں کی جا سکتی۔ صدقہ و خیرات بذاتہ بے حد عمدہ صفت ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کی یہ تعلیمات اور قوانین وہ ہیں جو ہر ملک ہر زمانہ اور ہر شعبہ زندگی کیلئے مناسب حال ہیں۔ آپ لوگوں نے اپنے "السلام علیکم" کی حقیقت اور فلسفہ پر کبھی غور کیا ہے یہ اسلامی برادری کے حق کا اعلان و اظہار ہے یہ تو ایک مقررہ اشارہ ہے جو ایک اجنبی شخص کو تمہارا حصہ دار بنا دیتا ہے۔ اس لفظ سے اجنبی شخص تمہاری رعایت برادرانہ کا حقدار بن جاتا ہے۔

افسوس کہ آج مسلمانان ہند اپنی اس فیاضی کو بھول بیٹھے ہیں جو کہ ایک وقت میں وہ دنیا پر مبذول کر چکے ہیں انہوں نے اسلامی تعلیمات اور فرض تبلیغ و حریت و مساوات کو دلوں سے فراموش کر دیا ہے۔ انہوں نے خود مسلمانوں کے ایک حصہ کثیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(عوام الناس) کو ان کے خلقی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اب دور انقلاب شروع ہو گیا ہے۔ بیداری پیدا ہو گئی ہے۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ آپ نے دنیا میں علوم و فنون کی کیا کیا خدمات جلیلہ کی ہیں۔ اخلاق، مردانگی، دلیری اور فیاضی ہمیشہ سے مسلمانوں کی قومی خصوصیات رہی ہیں۔ انہوں نے اشاعت علوم میں کبھی ہم ہندوؤں کی طرح بخل روا نہیں رکھا، یہ ہمیشہ بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت کی فکر میں رہے ہے۔ لہٰذا مسلمانو! تم اپنے بیٹوں سے اس دولت کے دینے سے دریغ نہ رکھو۔ جو تم نے اپنے باپوں سے ترکہ میں پائی ہے۔

ہندو اور مسلمان کا موازنہ

رادھا سوامی فرقہ کے پیروؤں نے جنوری ۱۹۱۰ء میں آگرہ کے قریب دیال باغ نامی ایک بستی کی بنیاد رکھی تھی۔ اس وقت سوسائٹی کا تمام سرمایہ صرف ۲ ہزار روپیہ تھا۔ آج یہ بستی ۲۲۶ ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ $2\frac{1}{2}$ ہزار آدمی یہاں آباد ہیں۔ ۷۰۸ طالب علم ہیں۔ ۲۴ لاکھ روپیہ صرف مکانوں کی تعمیر پر صرف ہوا ہے۔ سوسائٹی کا واٹر ورکس اپنا ہے بجلی گھر اپنا ہے۔ ہسپتال۔ سٹور۔ باغ۔ چشمے۔ کھیت کارخانے۔ سکول اور کالج اپنے ہیں۔ لاوارث بچوں کے لئے ایک یتیم خانہ ہے۔ ایک زراعتی تربیت گاہ ہے ایک اپنا بنک ہے۔ یہاں ہر شخص کے لئے عبادت اور تعلیم لازمی ہے۔ تمام زچاؤں کو لازمی طور پر زچہ خانوں میں بھیجا جاتا ہے تاکہ بہترین حفاظت کے ساتھ اولاد پیدا ہو۔ ڈیری فارم میں بہترین نسل کی ۱۵۰ گائیں ہیں۔ جن کے لئے ۲۵۰ ایکڑ زمین چراگاہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے دیال باغ کی فیکٹریوں سے ہر سال ۵ لاکھ روپے کی مصنوعات باہر بھیجی جاتی ہیں۔ بستی اور بستی کی ہر چیز سوسائٹی کی ملکیت ہے،

(۲)

ہندو یونیورسٹی کی سالانہ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ہندو قوم نے ۱۹۱۴ء سے ۲۴ اگست ۱۹۳۳ء تک پنڈت مالوی کو اپنی قومی تعلیم کے لئے جس قدر روپیہ دیا ہے۔ اس کی میزان ایک کروڑ ۵۱ لاکھ روپیہ ہے۔ اس میں ۶۹ لاکھ روپیہ عمارتوں اور زمینوں پر صرف ہوا۔ ۳۲ لاکھ تعلیمی ساز و سامان پر۔ ۱۳۰۰ ایکڑ زمین پر یونیورسٹی کی عمارتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ خاصی لمبی سڑکیں ہیں۔ ۱۰۷ بڑے بڑے مکانات استادوں کے لئے ہیں۔ سات بورڈنگ ہوس ہیں۔ جن میں ۲ ہزار طلباء سکونت پذیر ہیں۔ یونیورسٹی کی سالانہ آمدنی ۱۱ لاکھ ۲۲ ہزار ہے۔ ۳ لاکھ روپیہ سالانہ حکومت کی طرف سے ملتا ہے۔ باقی خرچ خود قوم پورا کرتی ہے یہ اس لئے کہ ہندو قوم نے پنڈت مالوی کو اپنے اعتماد کا مرکز قرار دے لیا ہے اور اب اس کی ایک آواز پر تمام قوم کی فیاضیاں حرکت میں آ جاتی ہیں۔

(۳)

یہ غیر مسلموں کے کارناموں کی ایک جھلک ہے۔ اب اپنی غفلتوں پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیئے۔ مستند رپورٹوں کا مفاد یہ ہے کہ گزشتہ چالیس سال کے عرصہ میں سندھ سے آسام تک مسلمانوں کی تین چوتھائی جائدادیں ان کے ہاتھ سے نکل چکی ہیں۔ سندھ کے ۹۰ فی صدی مسلمان مقروض ہیں، انکی ۴۰ فی صدی زمینیں قرضے میں جا چکی ہیں۔ ۴۰ فی صدی رہن ہیں اور صرف پندرہ یا بیس فی صدی باقی ہیں۔ مظفر گڑھ کے ۸۰ فی صدی مسلمان مقروضیت میں تباہ ہو چکے ہیں لدھیانہ اور ہوشیار پور کے زمیندار سرکاری لگان سے ۳۴ گنا سود ساہوکاروں کو ادا کرتے ہیں۔ پنجاب میں ہندوؤں کا انکم ٹیکس مسلمانوں سے ۲۰ گنا زیادہ ہے۔ یعنی ایک انکم ٹیکس گذار ہندو کی آمدنی اور جائداد بیس مسلمانوں کی آمدنی اور جائداد کے برابر ہے۔ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں کل ۶۷۶ کارخانے تھے۔ جن میں ۵۵۴ کارخانوں کے مالک ہندو تھے اور ۹۶ کارخانوں کے مالک مسلمان تھے بنگال میں دو ہزار کانوں کے مالکوں اور منیجروں میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۶ تھی۔ اور صنعتی کارخانوں کے مالک اور منیجر ۸۸ فی صدی غیر مسلم تھے۔ لیکن بنگال کے قیدیوں میں ۶۳ فی صدی مسلمان تھے۔ پنجاب میں شراب کشی کرنے والوں میں ۱۰۴ غیر مسلم تھے۔ اور ۱۵۴ مسلمان۔ گداگروں اور آوارہ گردوں میں ڈیڑھ لاکھ غیر مسلم تھے۔ اور ۴ لاکھ ۷۸ ہزار مسلمان تھے

کسبی عورتوں میں ۸۴ فی صدی مسلمان عورتیں تھیں اور ۱۶ فیصدی غیر مسلم تھیں۔ ان تصریحات کے بعد ہم برادران ملت سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ حالات قابل برداشت ہیں؟ کیا مسلمانوں کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے؟

جواب اخبار ریاست دہلی

کاٹھیاواڑ کے اخبار روشنی نامی میں مانگرول میں ایکسٹرا ٹیکس ہونے کا اظہار کیا گیا ہے وہ محض غلط ہے۔ تھوڑے زمانہ قبل اس ریاست کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا گیا تھا اسی کی شاخ یہ مضمون بھی ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

یہ زمانہ سابق سے جو رواج کاٹھیاواڑ میں ٹیکس وصول کرنے کا رائج ہے اسی کے مطابق اب بھی ٹیکس لئے جاتے ہیں کوئی نیا ٹیکس نواب صاحب نے نہیں لگایا ہے۔

گھی پر پچیس فیصدی زکوٰۃ نہیں لی جاتی بلکہ صرف فی من ۱۲ زکوٰۃ لی جاتی ہے جو کہ باوجود موجودہ ڈیرلیش کے حساب سے بھی فقط ۶ فی سیکڑہ زکوٰۃ ہوتی ہے بلکہ اگر گھی کا بھاؤ بڑھا ہوا ہو تو بعوض ۶ فی صدی کے صرف تین یا چار روپیہ سیکڑہ ہی زکوٰۃ رہ جاتی ہے گھی کی زکوٰۃ وصول کرنے کا ٹھیکہ کسی مہاجن کو نہیں دیا گیا ہے بلکہ علانیہ طور پر جملہ بیوپاریوں کو اکٹھا کر کے یہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور قریباً پچاس ساٹھ سال سے اسی طور پر ہر سال اجارہ دیا جاتا ہے۔

ہمارے حضور شیخ صاحب کا مرتبہ خاص سول ایسوسی ہے آپ بہت ہی سادہ زندگی بسر فرماتے ہیں۔ فضول خرچی اور عیش و عشرت میں روپیہ برباد کرنا تو ان سے کوسوں دور ہے۔ ان کی ضروریات زندگی نہایت معمولی ہیں اور اسی وجہ سے ان کے ذاتی اخراجات بھی بہت ہی کم ہیں کاروبار ریاست کو بھی وہ نہایت تدبر اور نظام کے ساتھ انجام دیتے ہیں اسوجہ سے آپ کے مخبر کی طرف سے جو خبر کہ مانگرول ٹیکسوں کی بابت میں نیز یہاں کے حکمرانوں کے اصول حکومت کے خلاف جو کچھ خبر شائع کی گئی ہے انمیں مطلق صداقت نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیّت نمبر ۴۲۰۴

منکہ غلام قادر ولد چوہدری ملک دین صاحب قوم جٹ پیشہ زراعت تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن چک نمبر ۷۹ شمالی شہر سرگودھا (سابق کالے والی) ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲ ۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ موازی ۲۰ بیگھہ اراضی موضع کالیوالی و رسول پور ڈاکخانہ پھلورا، ضلع سیالکوٹ میں مملوکہ ہے۔ جس کی کل قیمت مبلغ چار ہزار روپیہ ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ چار صد روپیہ ہوتا ہے، علاوہ ازیں میری اراضی دو مربع گھوڑی پر اراضی علاقہ سرگودھا چک نمبر ۷۹ شمالی میں ہے۔ جس کی مالک اصلی سرکار ہے اس اراضی کی آمد سالانہ کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ العبد غلام قادر موصی مذکور۔ گواہ شد محمد عبد العزیز انسپکٹر بیت المال کاتب الحروف ۲۰ ۱/۳۴ گواہ شد۔ چوہدری مرزے خاں ولد چوہدری بوٹے خاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۸۰ شمالی سرگودہ۔ گواہ شد عبد المالک ولد چوہدری غلام قادر صاحب موصی ساکن چک نمبر ۷۹ شمالی۔ سرگودہا۔

وصیّت نمبر ۳۸۵۵

منکہ عبد الحمید ولد راجہ سید اکبر قوم راجپوت تاریخ پیدائش ۱۲ نومبر ۱۹۱۲ء تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن کہوٹہ ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں، اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ تیس روپیہ -/-/۳۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبد الحمید محرر مقابلہ نقول محافظ خانہ راولپنڈی موصی بقلم خود گواہ شد چوہدری اعظم علی سب جج راولپنڈی ۱۰ ۲/۳۴ گواہ شد محمد سعید فنانشل سکرٹری راولپنڈی بقلم خود۔

وصیّت نمبر ۴۰۲۳

منکہ غلام حیدر ولد فقیر محمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۷ ۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری ماہوار آمد -/-/۸ روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۸ حصہ میں تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد غلام حیدر مذکور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد محمد الطاف خاں جنرل محصل لوکل انجمن احمدیہ قادیان ۷ ۸/۳۴ گواہ شد۔ برکت علی احمدی ننگل باغباناں متصل قادیان۔

وصیّت نمبر ۴۲۶۸

منکہ عبد الکریم ولد میاں نظام الدین صاحب مرحوم قوم خیاطی عمر قریباً ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۹ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے:- جدی رہائشی مکان جو دیگر بھائیوں وغیرہ کے ساتھ مشترکہ ہے اس کی موجودہ قیمت چھ اور سات ہزار کے درمیان ہے۔ میں نے اتنا حصہ مکان ہذا اپنی بیوی کو اس کے حق مہر میں دیدیا ہوا ہے۔ حق مہر دو ہزار روپیہ تھا۔ مکان ہذا محلہ مسجد احمدیہ احاطہ میاں چراغ الدین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور میں واقع ہے، قادیان میں محلہ دار الانوار کے قریب بھینی والی سڑک پر قریباً ۲ کنال ۱۰ مرلہ رقبہ زمین حال ہی میں خرید کیا ہے۔ میرا گذارہ تنخواہ پر ہے جو اسوقت -/-/۸۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط العبد عبد الکریم احمدی بی اے آنرز ولد نظام الدین صاحب مرحوم احاطہ میاں چراغ الدین صاحب محلہ مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور۔ سٹاف بیورو جنرل سٹورز، نارتھ ویسٹرن ریلوے مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد سید محمود عالم کارکن دفتر محاسب قادیان ۱۹ ۱۲/۳۴۔ گواہ شد غلام محمد اختر احمدی سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹر آفس نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور۔ بقلم خود۔

وصیّت نمبر ۴۲۷۱

منکہ راجے خاں ولد چوہدری خاں محمد صاحب قوم جٹ نت عمر قریباً ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن ترکھا ڈاکخانہ کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی مملوکہ و مقبوضہ خود ۱۵ بیگھہ واقعہ موضع ترکھا ضلع گجرات جس کی کل قیمت مبلغ پندرہ سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ستر روپیہ -/۷۰ بلا تخفیف اور -/۸/۶۶ روپیہ بعد تخفیف ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط العبد راجا خاں ولد خان محمد ساکن ترکھا تحصیل و ضلع گجرات حال مدرس مڈل سکول ہریا ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل پھالیہ۔ ضلع گجرات۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد:۔ رحمت خاں سکنہ دھیر کے کلاں بی اے بی ٹی حال ماسٹر ہائی سکول گجرات۔ گواہ شد سلطان احمد ساکن ناجرہ حال مدرس مدرسہ پیر خانہ بقلم خود

وصیت نمبر ۴۲۷۷

منکہ عبدالقیوم ولد محمد عبدالرشید قوم پٹھان ککے زئی پیشہ تجارت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بٹالہ ڈاک خانہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۳۱ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان اندرون دروازہ ٹھٹھیاری جو میں نے -/-/۴۷۵ روپیہ کو خریدا ہے۔ لیکن اس کی موجودہ بازاری قیمت چھ اور سات سو روپیہ کے درمیان ہے علاوہ ازیں سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ گورداسپور میں میں نے دو حصے قیمتی دو صد روپیہ میں خریدے ہوئے ہیں۔ اور تین صد روپیہ کے قریب نقد بھی میرے پاس موجود ہے۔ لیکن مبلغ ایک ہزار روپیہ میرے ذمہ بابت حق مہر اپنی بیوی کا قرض ہے اس لئے میری وصیت قرض کی منہائی کے بعد باقی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی ہے اس وقت میری آمدنی باقاعدہ نہیں۔ اپنے والدین کے ساتھ رہتا ہوں اور بوجہ بیماری کاروبار باقاعدہ نہیں کرتا۔ آئندہ جب بھی میری کوئی آمد ہوگی تو میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد عبدالقیوم پسر محمد عبدالرشید صاحب تاجر احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ گواہ شد محمد یوسف خاں اسسٹنٹ سرجن حال احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ گواہ شد محمد عبدالرشید ولد حاجی عبدالکریم قوم ککے زئی سکنہ بٹالہ احمدیہ بلڈنگ والد موصی

وصیت نمبر ۴۲۷۶

منکہ چوہدری رحمت خاں ولد چوہدری خوشی محمد قوم جٹ بھٹی عمر قریباً چونتیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دھیر کے کلاں ڈاک خانہ ریلوے سٹیشن گجرات ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۷ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد اراضی مملوکہ و مقبوضہ سات بیگھہ واقعہ دھیر کے کلاں ضلع گجرات ہے جس کی کل قیمت مطابق نرخ حال قریباً چودہ سو روپیہ -/۱۴۰۰ ہے۔ اس کے دسویں حصہ یعنی -/۱۴۰ روپیہ کی ادائیگی کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد ہے جو کہ اس وقت ستانوے روپے -/۹۷ ماہوار بعد کاٹ ہنگامی پراویڈنٹ فنڈ ہے۔ اس کے دسویں حصہ یعنی ۹/۱۱/۹ روپیہ ماہوار ادا کرنے کی نسبت وصیت کرتا ہوں اور میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۲۷ ۱۲/۳۴ العبد رحمت خاں بی اے بی ٹی۔ ساکن دھیر کے کلاں ضلع گجرات ماسٹر ہائی سکول گجرات گواہ شد غلام رسول برادر چوہدری رحمت خاں سکنہ دھیر کے کلاں ضلع گجرات۔ گواہ شد فضل احمد بی اے بی ٹی۔ اے ڈی آئی۔ گجرات۔

وصیت نمبر ۴۲۷۵

منکہ نیک احمد ولد نیک محمد قوم نہتوکہ عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء سکنہ حویلی نہتوکہ ڈاک خانہ ساہی وال تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۳۰ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائداد کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں اور مبلغ -/۲۵۰ روپیہ نقد ڈاکخانہ سیونگ بنک جے پور شہر میں جمع ہیں۔ جو میں نے اپنی ذاتی آمدنی سے جمع کئے ہیں۔ اور میری اسوقت -/۳۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ تاحیات خود دیتا رہوں گا۔ اگر اور کوئی آمدنی ہوگی تو اس کا بھی اس قدر حصہ ادا کروں گا۔ جو جائداد بوقت وفات خود ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی جائداد سے منہا کر دیا جائے گا۔ لہٰذا یہ چند حروف بطور وصیت لکھ دیتا ہوں۔ العبد نیک احمد موٹر ڈرائیور آنریبل خان بہادر چوہدری محمد الدین ریونیو ممبر جے پور راجپوتانہ گواہ شد محمد شریف وکیل۔ منٹگمری۔ گواہ شد غلام حسن سفید پوش چک نمبر ۱۰۵ علی آباد جھنگ برانچ، ضلع لائل پور۔ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۲۴۲

(۱-۱۱-۳۴)

عائشہ بیگم زوجہ کفایت خاں بنت محمد الطاف خاں قوم افغان عمر ۱۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن حال قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس وقت میری جائداد صرف آٹھ سو روپیہ حق مہر ہے جو مجھے اپنے شوہر کفایت خاں کی طرف سے وصول ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے اقرار کرتی ہوں کہ مبلغ ۸۰ روپے اپنے عین حیات میں بحق صدر انجمن احمدیہ داخل خزانہ بیت المال کر کے رسید حاصل کر لوں گی۔ اگر اس جائداد کے علاوہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی مزید جائداد پیدا کر لی۔ تو اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک وحقدار ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت لکھ دیتی ہوں کہ سند ہووے۔ المرقوم یکم نومبر ۱۹۳۴ء۔

العبد مسماۃ عائشہ بیگم موصیہ سکنہ قادیان بقلم خود۔ گواہ شد کفایت خاں ولد ہدایت خاں شوہر موصیہ سکنہ قادیان بقلم خود۔ گواہ شد محمد الطاف خاں مہاجر جنرل محصل قادیان بقلم خود

حسن رُہتاسی

کی والدہ صاحبہ صحابیہ حضرت مسیح موعودؑ ۲۱ فروری ۳۵ء کو ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوگئی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

حسن رہتاسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا، اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آجتک یہ خواہش بلوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے"

جناب سردار جیون سنگھ نائب تحصیلدار پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ "اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیۃً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس، بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے، مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں باادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم

خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھکر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان سن سکینگے، مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر اس قدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید مُلاں گالیاں نکالتا ہوگا جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے، جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو اُن کی نافہمی پر مجھے رونا آتا ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اب شیخ صاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے، اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثاتِ دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے (فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تونگل والا، ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے، بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے، بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی کیونکہ مادری زبان جو انکے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے، جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اُٹھایا ہو، سردار صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو سو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کو خیال کو بہت اہمیت دیگئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی وقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ۔ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی رٹ پوسٹماسٹر خانپور (ریاست بہاولپور)

لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کے لئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمۂ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا ہے چند روز ہوئے، جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں، میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (Open fact) بین حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے اُپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو، تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپکو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب اڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے، بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے، زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کرور سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر سنگرور ریاست جیند

لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے، آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا"۔ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمیٰ ساون کو منگوا کر دیا ہے خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۲۳ء کے انشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" **نور**۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنا ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ **صرف دو روپے**۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز $\frac{20\times26}{8}$ صفحات ۷۲۸، کاغذ ٹمٹی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے، محصولڈاک ۴؍ ۔ تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دُنیا میں ایک ہی مقوی دوائی ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ کیونکہ دل میں نئی اُمنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے (صہ) محصولڈاک علاوہ

ڈاکٹر صاحب کی رائے

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ”میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے۔ جس کیلئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیج دیں۔“

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف البصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھُندھ، غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ، گوہانجنی رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دوروپے آٹھ آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ ؂

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولٰنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ ”میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی ہے اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔“

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی، سستی۔ اُداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف عنٰ۲۰ (بیس روپے) محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ”اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہوچکی تھی اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے جیسے ۱۸ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔“

”اکسیر اکبر“ واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بےنیاز کردیتی ہے، سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں اس کے ہر قطرے میں آبحیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اُترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد، عرق النساء کے درد، معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور، جلے ہوئے آبلوں تلی۔ بخار ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ۔ قریباً دوصد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دوروپے چار آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ ؂

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایڈیٹر آبزرویٹری آگرہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر فرماتے ہیں کہ " میں نے تریاق اعظم " نامی دوا آپ سے منگوائی ہے۔ میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہونا چاہئیے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں۔ جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے " زندگی کا رہبر " کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں "

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی تعیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف ؎ (تین روپے) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے۔ صرف ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایکماہ کی خوراک جس میں ۵ اتولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی۔ کمی بھوک، درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ، ذہن تیز کرنے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے قیمت صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو۔ انکا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاو گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا مشکل ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصولڈاک علاوہ

بیس سالہ احتلام۔ جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ " جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے "

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ◆

ملنے کا پتہ ❀ — مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیؤ (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ وغیرہ وغیرہ ——— شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اسکے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے موئد تھے، (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ایکروپیہ بارہ آنہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب اڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین چیز ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنہ محصول ڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب اڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ۱۸؍ (ایک روپیہ آٹھ آنے) محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھکڑ چلا تھا۔ اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک اس موضوع پر جسقدر کتب لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ، لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے (۶؍) جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہو اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ار۔ گورو کی بانی گورمکھی ہیں ار۔ جھوک مہدی ار

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنے ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنے (۹؍۲) لی جائیگی۔

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ، قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)